جلد ۱۴ | ۹/۱۶ فتح ۱۳۴۴ ہش | ۱۵/۲۲ شعبان ۱۳۸۵ ہجری | ۹/۱۶ دسمبر ۱۹۶۵ء | شمارہ ۴۶/۴۷

مُلکِ ہند میں ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ
آپس میں اتفاق سے رہنے کی برکتیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کے ارشادات عالیہ

> حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی وفات (۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) سے دو تین دن قبل "پیغامِ صلح" کے نام سے ایک پیغام لکھا جس میں حضور نے ہندوستان کی دو بڑی قوموں ہندوؤں اور مسلمانوں کو خصوصیت سے مخاطب کر کے انہیں اتفاق سے رہنے کی تلقین کی اور اس کی برکتوں کی طرف توجہ دلائی۔ حضور فرماتے ہیں:-

"عزیزو! آخرت کا معاملہ تو عام لوگوں پر اکثر مخفی رہتا ہے اور انہیں پر عالمِ عقبیٰ کا راز کھلتا ہے جو مرنے سے پہلے مرتے ہیں مگر دنیا کی تنگی اور بدی کو ہر ایک دور اندیش عقل شناخت کر سکتی ہے۔ یہ بات کسی پر پوشیدہ نہیں کہ اتفاق ایک ایسی چیز ہے کہ وہ بلائیں جو کسی طرح دور نہیں ہو سکتیں اور وہ مشکلات جو کسی تدبیر سے حل نہیں ہو سکتیں وہ اتفاق سے حل ہو جاتی ہیں پس ایک عقلمند سے بعید ہے کہ اتفاق کی برکتوں سے اپنے تئیں محروم رکھے۔ ہندو اور مسلمان اس ملک میں دو ایسی قومیں ہیں کہ یہ ایک خیالِ محال ہے کہ کسی وقت مثلاً ہندو جمع ہو کر مسلمانوں کو اس ملک سے باہر نکال دیں گے یا مسلمان اکٹھے ہو کر ہندوؤں کو جلاوطن کر دیں گے بلکہ اب تو ہندو مسلمانوں کا باہم چولی دامن کا ساتھ ہو رہا ہے اگر ایک پر کوئی تباہی آوے تو دوسرا بھی اس میں شریک ہو جائے گا اور اگر ایک قوم دوسری قوم کو محض اپنے نفسانی تکبر اور شیخی سے تحقیر کرنا چاہے گی تو وہ بھی داغِ حقارت سے نہیں بچے گی اور کوئی ان میں سے اپنے پڑوسی کی ہمدردی میں قاصر رہے گا تو اس کا نقصان وہ آپ بھی اٹھائے گا۔ جو شخص تم دونوں قوموں میں سے دوسری قوم کی تباہی کی فکر میں ہے اس کی اس شخص کی مثال ہے کہ جو ایک شاخ پر بیٹھ کر اسی کو کاٹتا ہے۔

آپ لوگ بفضلہ تعالیٰ تعلیم یافتہ بھی ہو گئے اب کینوں کو چھوڑ کر محبت میں ترقی کرنا زیبا ہے اور بے مہری کو چھوڑ کر ہمدردی اختیار کرنا آپ کی عقلمندی کے مناسب حال ہے دنیا کی مشکلات بھی ایک ریگستان کا سفر ہے کہ جو عین گرمی اور تمازتِ آفتاب کے وقت کیا جاتا ہے پس اس دشوار گذار راہ کے لئے باہمی اتفاق کے اس سرد پانی کی ضرورت ہے جو اس جلتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کر دے اور نیز پیاس کے وقت مرنے سے بچاوے۔

ایسے نازک وقت میں یہ راقم آپ کو صلح کے لئے بلاتا ہے جبکہ دونوں کو صلح کی بہت ضرورت ہے۔ دنیا پر طرح طرح کے ابتلاء نازل ہو رہے ہیں۔ زلزلے آ رہے ہیں قحط [illegible] ہے...... اور جو کچھ خدا نے مجھے خبر دی ہے وہ بھی یہی ہے کہ اگر دنیا اپنی بدعملی سے باز نہیں آئے گی اور بُرے کاموں سے توبہ نہیں کرے گی تو دنیا پر [illegible] کا موجب [illegible] جائیں آئیں گی۔ اور ایک بلا ابھی بس نہیں کرے گی کہ دوسری بلا ظاہر ہو جائے گی۔ آخر انسان نہایت تنگ ہو جائیں گے کہ یہ کیا ہونے والا ہے [illegible] کے بیچ میں آ کر دیوانوں کی طرح ہو جائیں گے۔

سو اے ہموطن بھائیو! قبل اس کے کہ وہ دن آویں ہوشیار ہو جاؤ۔ اور چاہیئے کہ ہندو مسلمان باہم صلح کر لیں اور جس قوم [illegible] جو صلح کی مانع ہو اس زیادتی کو وہ قوم چھوڑ دے ورنہ باہم عداوت کا تمام گناہ اسی قوم کی گردن پر ہو گا۔"

(پیغامِ صلح صفحہ ۹)

[illegible] مستقل طور [illegible] ساتھ اپنے تعلق کو [illegible] جیسے ہمارے سلسلہ میں [illegible] لوگ پائے جاتے ہیں۔ جن کو سچی خوابیں آتی اور الہامات ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان سے بھی فیض و برکت کا سلسلہ جاری ہو جائے گا۔

[illegible] آواز کو سن سکیں

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۶ ردسمبر سنہ ۶۵ء

وہ خدا میرا جو ہے جوہر شناس
اک جہاں کو لا رہا ہے میرے پاس

بظاہر یہ بات عجیب سی معلوم ہوتی ہے کہ دُنیا میں جب تدابہ روحانی لوگ گذرے ہیں وہ دُنیا کے عام رجحان کے خلاف وعظ کرتے ہوئے بھی ایک بڑے طبقہ کی توجہ کا مرکز بن جاتے ہیں۔ اور اندر ہی اندر عجیب طریق پر اُن کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں اس طرح. محبت و فدائیت کے رنگ میں دلوں کا مخصوص شخصیت کی طرف پھر جانا کوئی معمولی بات نہیں ہو نہ بلکہ یہ وہ مقبولیت ہے جو کسی برگزیدہ ہستی کے محبوب الٰہی بن جانے کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِذا اَحبَّ اللّٰہ تعالٰی العَبْدَ نَادٰی جبریلَ اِنّ اللّٰہ تعالٰی یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّہٗ فیحبّہُ جبریلُ فیُنادی فی اَھلِ السّماءِ اِنّ اللّٰہ یُحِبُّ فُلانًا فَاَحِبُّوہُ فیُحِبُّہٗ اَھلُ السّماءِ ثُمّ یُوضَعُ لَہُ القبولُ فی الاَرضِ۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالٰے کسی خاص بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو بُلا کر فرماتا ہے کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے اس لئے تم بھی اس سے ایسا ہی کرو۔ چنانچہ جبرئیل بھی اس شخص سے محبت کرنے لگتا ہے پھر آسمان والوں میں اعلان کر دیا جاتا ہے کہ اللہ تعالٰے فلاں شخص سے محبت رکھتا ہے اس لئے تم بھی اس سے محبت بڑھاؤ۔ چنانچہ آسمان والے اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ تب اس برگزیدہ شخصیت کی قبولیت زمین میں پھیلا دی جاتی ہے۔ اور لوگوں کے دل اس کی طرف جھکنے لگتے ہیں۔

خدا تعالےٰ کے خاص بندوں کے لئے قبولیت عامہ کا کرشمہ ہر زمانہ میں ظاہر [illegible] ہو اس بات کا واضح ثبوت [illegible] کہ خدا تعالےٰ سے خاص تعلق [illegible] کے منظور نظر ہیں۔ اُن کی [illegible] حضرت اقدس حدیث میں جلتے [illegible] اللہ [illegible]

ہونے لگتے ہیں تو اُسی وقت ایک دوسرے طبقہ کے دلوں میں حسد کی آگ بھڑکنے لگتی ہے۔ اور وہ اُس کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیتے ہیں۔ اور ایک وقت تک خدا تعالےٰ بھی اُن کو مہلت دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ لیکن بموجب والعاقبۃ للمتقین جب نتیجہ ظاہر ہوتا ہے تو سب مخالفانہ تدبیریں اکارت جاتی ہیں قبولیت عامہ کی تازہ مثال ہمیں اس زمانہ کے مامور اور مرسل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات اور حضور کے خلفاء کے وجودوں میں ملتی ہے۔ بالکل ابتدائی زمانہ کی بات ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپؑ کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا:۔

"اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ یَنْصُرُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ۔ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ وَلَا تُصَعِّرْ لِخَلْقِ اللّٰہِ وَلَا تَسْئَمْ مِّنَ النَّاسِ"

خبردار ہو کہ خدا کی مدد تجھ سے قریب ہے وہ مدد ہر ایک دور کی راہ سے تجھے پہنچے گی اور ایسی راہوں سے پہنچے گی اور وہ راہ لوگوں کے بہت چلنے سے جو تیری طرف آئیں گے گہرے ہو جائیں گے اور اس کثرت سے لوگ تیری طرف آئیں گے کہ جن راہوں پر وہ چلیں گے وہ عمیق ہو جائیں گے۔ خدا اپنی طرف سے تیری مدد کرے گا۔ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔"

"اور یاد رکھ کہ زمانہ آتا ہے کہ لوگ کثرت سے تیری طرف رجوع کریں گے سو تیرے پر واجب ہے کہ تو ان سے بدخلقی نہ کرے اور تجھے لازم ہے کہ ان کی کثرت کو دیکھ کر تھک نہ جائے۔"

یہ جملہ الہامات آج سے ۸۲ سال قبل ۱۸۸۳ء کے نازل شدہ ہیں۔ اس زمانہ میں [illegible] خلوت نشینی کی زندگی حضور گذار رہے [illegible] کا حلقہ تعارف [illegible] قادر [illegible] سترہ سال بعد

خود حضور یہی بیان فرماتے ہیں:۔

"سبحان اللہ یہ کس شان کی پیشگوئی ہے اور آج سے سترہ برس پہلے اُس وقت بتلائی گئی ہے کہ جب میری مجلس میں شاید دو تین آدمی آتے ہوں گے اور وہ بھی کبھی کبھی۔ اس سے کیسا علم غیب خدا کا ثابت ہوتا ہے۔"

نہ صرف اُسی وقت یہ پیشگوئی پوری ہوئی بلکہ ہر نیا دن اس پیشگوئی کی عظمت شان کو ظاہر کر رہا ہے۔ اور مرکز سلسلہ میں وارد ہونے والا ہر شخص حضور کی صداقت کا زندہ گواہ ہے۔

حضور علیہ السلام کی وفات سے ڈیڑھ ماہ قبل ۱۷ راپریل ۱۹۰۸ء کو دو امریکن سیاح اور اُن کے ساتھ ایک لیڈی حضرت اقدس سے ملاقات کے لئے قادیان آئے۔ اپنی صداقت کے نشانات کے ذکر میں حضور نے خود ان امریکن سیاحوں کے آنے کو ایک نشان قرار دیتے ہوئے فرمایا:۔

"آپ لوگ خود میری صداقت کا نشان ہیں۔ چھبیس برس پہلے جبکہ اس گاؤں میں میں ایک غیر مشہور انسان تھا اور کوئی ذریعہ اشاعت اور شہرت کا نہ رکھتا تھا خدا نے میری زبان پر ظاہر کیا کہ یاتون من کل فج عمیق۔ دُور دُور کی راہوں سے لوگ تیرے پاس چل کر آئیں گے۔ اب دیکھو آپ لوگوں کو اس پیشگوئی کا کوئی علم نہیں۔ اور پھر بھی آپ اسے پورا کرنے والے ٹھہرے۔ بلکہ اگر آپ کو معلوم ہوتا تو ۔ ۔ ۔ ۔ اس کے پورا کرنے میں تامل کرتے مگر خدا کو جو کچھ کرانا منظور تھا وہ کرا دیا۔ امریکہ سے بعید دور کونسا ملک ہو سکتا ہے جہاں سے چل کر لوگ میرے پاس آئے اور پھر ایسی جگہ جہاں کوئی بھی دلچسپی کا سامان نہیں اگر غور کرو تو یہ بات مردہ زندہ کرنے سے بڑھ کر ہے مُردے زندہ کرنا تو ایک قصہ کہانی ہو گئے اور یہ کل کی بات ہے پیشگوئی شائع ہو چکی ہے اور اس کی صداقت آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔"

(بدر ۱۹ راپریل ۱۹۰۸ء)

دور دراز کے علاقوں سے زیارت کی غرض سے مرکز سلسلہ میں آنے والوں کے علاوہ جماعت کی ایک خاص تعداد محض حضور کی محبت کی خاطر اپنے وطنوں کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ کر حضور کے پاس آ کر بس جانے والوں کی نسبت بھی اللہ تعالےٰ نے قبل از وقت خبر دی اور فرمایا:

"اصحاب الصُّفّۃ وما ادراک ما اصحاب الصُّفّۃ ترٰی اعینہم تفیض من الدمع یصلّون علیک۔ ربّنا اننا سمعنا منادیًا ینادی للایمان وداعیًا الی اللّٰہ وسراجًا منیرًا آمنّا۔"

اور ایسے لوگ بھی ہوں گے جو اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے تیرے حجروں میں آ کر آباد ہوں گے وہی ہیں جو خدا کے نزدیک اصحاب الصفہ کہلاتے ہیں اور تو کیا جانتا ہے کہ وہ کس شان اور کس ایمان کے لوگ ہوں گے جو اصحاب الصفہ کے نام سے موسوم ہیں۔ وہ بہت قوی الایمان ہوں گے۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے وہ تیرے پر درود بھیجیں گے اور کہیں گے کہ اے ہمارے خدا ہم نے ایک آواز دینے والے کی آواز سنی جو ایمان کی طرف بلاتا ہے اور ایک چمکتا ہوا چراغ ہے۔ سو ہم ایمان لائے اس کے ساتھ ہی تو نے فرمایا کہ ان تمام پیشگوئیوں کو تم لوکہ وقت پر داخل ہونگی۔

ایک طرف خدا تعالےٰ نے حضور کو اس امر کی بشارت دی کہ وہ ایک دنیا کے دلوں کو آپ کی طرف پھیر دے گا۔ اور آپ کی جماعت بتدریج ترقی کرتی چلی جائے گی اور دور دور سے لوگ اس مقدس مقام کی زیارت کرنے اور حصول برکت کی خاطر آیا کریں گے۔ اور دوسری طرف جماعت کے خواص کا ایک حصہ مستقل طور پر مرکز سلسلہ کو اپنا وطن بنا لے گا اور یہ لوگ اپنے خلوص اور محبت میں نمایاں پوزیشن کے مالک ہوں گے ایسے لوگوں کو الہام الٰہی میں اصحاب الصفہ کے نام سے پکارا گیا ہے جن کی نسبت حضور نے تحریر فرمایا:۔

"خدا تعالےٰ نے ان کی اصحاب الصفہ کو تمام جماعت میں سے پسند کیا ہے اور جو شخص سب کچھ چھوڑ کر اس جگہ آکر آباد نہیں ہوتا اور کم سے کم یہ کہ یہ تمنا دل میں نہیں رکھتا اس کی حالت کی نسبت مجھ کو بڑا اندیشہ ہے کہ وہ پاک کرنے والے تعلقات میں ناقص نہ رہے اور یہ ایک پیشگوئی عظیم الشان ہے۔ اور ان لوگوں کی عظمت ظاہر کرتی ہے کہ جو خدا تعالےٰ کے علم میں تھے کہ وہ اپنے گھروں اور وطنوں اور املاک کو چھوڑ کر وہیں گے اور میری ہمسائیگی کے لئے قادیان رہائش [illegible]

خطبہ جمعہ

ہماری جماعت کے نوجوان دعاؤں، ذکر الٰہی اور درود کی برکت سے رؤیا اور کشوف کی عظیم الشان نعمت حاصل کر سکتے ہیں

کوشش کرو کہ یہ نعمت مستقل طور پر تمہیں حاصل ہو تا ہمیشہ اسلام کی زندگی کا ثبوت ملتا رہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ - فرمودہ یکم جون ۱۹۵۶ء

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ واللہ یھدی من یشاء الی صراط المستقیم (النور ع ۶) اس کے بعد فرمایا:

کہنے کو تو ہر مسلمان کہتا ہی رہتا ہے کہ اس کو

صراط مستقیم کی خواہش

ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ صراط مستقیم اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ملتا ہے۔ اور اس فضل کو کھینچنے کے لئے خدا کوئی نہ کوئی ذریعہ بنا دیتا ہے۔ میں سوچا کرتا ہوں کہ کسی شاعر نے کیا سچ کہا ہے کہ ؎

خدا شرے برانگیزد کہ خیرے در آں باشد

جیسے خدا تعالیٰ نے بعض وقت شر میں سے بھی ہمارے لئے خیر اور بھلائی اور برکت کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ میری بیماری سے پہلے جماعت کے نوجوان وہی تھے جو اب ہیں۔ اور ان کے تعلقات بھی ویسے ہی تھے جیسے اب ہیں۔ لیکن دعاؤں اور درود کی طرف ان کی زیادہ توجہ نہیں تھی۔ لیکن جب

میری بیماری کی خبریں

شائع ہوئیں اور انہوں نے اپنے بزرگوں کو دیکھا کہ وہ دعائیں کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے بھی دعائیں کرنی شروع کر دیں۔ پھر انہوں نے سنا کہ درود سے دعائیں زیادہ سنی جاتی ہیں اس پر انہوں نے بھی درود پڑھنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تھے تو پچیس چھبیس چھبیس سال کے لیکن پہلے انہیں کبھی رؤیا و کشوف نہیں ہوتے تھے۔ لیکن ان دعاؤں اور درود کی کثرت کی وجہ سے میں دیکھتا ہوں کہ درجنوں احمدیوں کو

بڑی اعلیٰ درجہ کی خوابیں

آنی شروع ہو گئی ہیں۔ اور ہر ڈاک میں ایسے کئی خطوط نکل آتے ہیں جن میں خوابیں درج ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ روزانہ پانچ پانچ چھ چھ خط اکٹھے آ جاتے ہیں اور بعض ایک دو خط آ جاتے ہیں۔ جن میں خوابیں درج ہوتی ہیں اور ان میں سے بعض اتنی شاندار ہوتی ہیں کہ ان کے پڑھنے سے صاف پتہ لگتا ہے کہ یہ خدائی رؤیا ہیں۔ یہ [illegible] کا نتیجہ ہے کہ گیا ہے میری بیمار[illegible] سے وہ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ اور چاہے انہوں نے

دعا کی قبولیت

کے لئے ہی درود پڑھا۔ مگر درود کی برکت سے انہیں حصہ مل گیا۔ چنانچہ ان دعاؤں اور درود اور خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے کے نتیجہ میں ابھی ایسی خوابیں دوستوں کو آ رہی ہیں کہ انہیں پڑھ کر حیرت آتی ہے۔ اور ان کا لفظ لفظ بتا رہا ہوتا ہے کہ ہم سچی ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اگر یہ تحفہ جو ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملا ہے اس سے ان کے اندر

حقیقی لذت ایمان

پیدا ہو گئی۔ اور انہوں نے دعاؤں اور درود اور ذکر الٰہی کی عادت کو ترک نہ کیا۔ تو یہ رؤیا و کشوف کا سلسلہ ان کے لئے مستقل طور پر جاری ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل ان پر متواتر نازل ہونے شروع ہو جائیں گے۔

ایک دفعہ ایک دوست جو ہماری جماعت کے ذریعہ ہندوؤں سے مسلمان ہوئے تھے مجھے ملنے کے لئے آئے۔ اور انہوں نے یہ کہا کہ میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں میں نے کہا پوچھیں کہنے لگے جب میں پہلے پہل احمدیت کی طرف مائل ہوا تھا۔ تو مجھ پر

بڑے بڑے روحانی انکشافات

ہوا کرتے تھے مگر اب وہ بات نہیں رہی۔ میں نے کہا کبھی آپ بازار گئے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب کوئی مٹھائی والے کی دکان پر جا کر کھڑا ہوتا ہے تو وہ دکاندار اسے کہتا ہے کہ خان صاحب بادشاہ صاحب آپ تھوڑی سی ونگی لے لیں۔ چنانچہ وہ تھوڑی سی مٹھائی اسے چکھنے کے لئے دے دیتا ہے اور اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ یہ مٹھائی چکھے تو خرید لے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی حلوائی کی طرح شروع شروع میں ونگی دیا کرتا ہے۔ جیسے دکاندار کہتا ہے کہ ذرا جلیبیاں چکھ لیں یا لڈو چکھیں اور اگر کوئی ناواقف ہاتھ کھینچے تو وہ کہتا ہے نہیں نہیں یہ میری طرف سے تحفہ ہے

یہی کیفیت

روحانیات میں بھی ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص روزانہ دکان پر جا کر کھڑا ہو جائے اور یہ امید رکھے کہ اسے ہر روز ونگی ملتی چلی جائے۔ تو وہ دکاندار سمجھے گا کہ یہ بڑا بے حیا ہے۔ اور وہ اسے چکھنے کے لئے بھی مٹھائی نہیں دے گا۔ اسی طرح جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی طرف اپنا قدم بڑھاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندے کو ونگی دیتا ہے اور اس کی ونگی یہی ہوتی ہے کہ کبھی الہام نازل کر دیا یا کشف دکھا دیا۔ یا سچی خواب دکھا دی۔ مگر اس کے بعد انسان کو خود کوشش اور جدوجہد کرنی پڑتی ہے اگر وہ درود پڑھے۔ تسبیح و تحمید کرے قرآن کریم کی تلاوت کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتا رہے کہ الٰہی میرے دل کو صاف کر دے تاکہ میں تیری آواز کو سن سکوں۔ تو پھر بعد میں بھی مستقل طور پر یہ سلسلہ جاری رہ سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندہ سے خوش ہوتا ہے جیسے مٹھائی فروش جو پہلے دن صرف ونگی دیتا ہے۔ اگر اس سے دوسرے دن کوئی سو روپیہ کی مٹھائی لے لے۔ تو وہ بہت خوش ہوتا ہے۔ مگر جسے مٹھائی کی عمدگی کا کچھ پتہ ہی نہیں ہوتا۔ دوکاندار اسے ابتداء میں تھوڑی سی مٹھائی چکھاتا ہے اور

اس کی غرض یہ ہوتی ہے

کہ وہ اس کا خریدار بن جائے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ بھی وحی و الہام مفت دے دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے مزے کو چکھ کر بندہ اس کو خریدنے کی کوشش کرے۔ اگر وہ نہیں خریدتا تو خدا تعالیٰ کہتا ہے یہ مفت خور ہے۔ اگر اسے اس چیز کی اہمیت کا احساس ہوتا۔ تو یہ اس کی قیمت بھی ادا کرتا۔ اگر یہ قیمت ادا کرنے کے لئے تیار نہیں تو میں اسے یہ نعمت مستقل طور پر کیوں دوں؟ خدا تعالیٰ کے الہام کی قیمت پیسے نہیں ہوتے بلکہ اس کی قیمت نفس کی قربانی ہوتی ہے۔ اسی طرح دعائیں اور درود اس کی قیمت سمجھے جاتے ہیں

غرض میں نے دیکھا ہے کہ یہ بات ہماری جماعت میں سے بعض کے لئے

بڑی خیر اور برکت کا موجب

ہوئی ہے۔ اگر انہوں نے مستقل طور پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو قائم رکھا۔ تو جیسے ہمارے سلسلہ میں بیسیوں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جن کو سچی خوابیں آتی اور الہامات ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان سے بھی فیض و برکت کا سلسلہ جاری ہو جائے گا۔

اور جماعت کی روحانی زندگی کا موجب بنیں گے۔ حقیقت یہی ہے کہ جب تک ایسے لوگ قائم رہتے ہیں۔ جماعتیں زندہ رہتی ہیں۔ اور خدا تعالےٰ سے ملنے اور اس سے تعلق پیدا کرنے کی تڑپ دلوں میں تازہ رہتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھ لو۔ آپ اس امر پر کتنا زور دیا کرتے تھے۔ کہ پرانے نبیوں کی باتیں اب قصوں سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتیں۔

اگر تم تازہ نشانات دیکھنا چاہتے ہو

تو میرے پاس آؤ۔ اور میرے نشانات کو دیکھو۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں لوگ نئے نشانات کے محتاج تھے۔ تو اب بھی محتاج ہیں۔ اور اگر ایسے نوجوان ہماری جماعت میں ترقی کرتے چلے جائیں۔ اور وہ بیسیوں سے سینکڑوں اور سینکڑوں سے ہزاروں ہو جائیں۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہ سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں

ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب جالندھری

کی عادت ہوا کرتی تھی کہ ذرا کسی آریہ یا اور کسی مخالف سے بات ہوتی۔ تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نقل میں بڑی دلیری سے کہہ دیتے۔ کہ اگر تمہیں اسلام کی صداقت میں شبہ ہے۔ تو آؤ اور مجھ سے شرط کر لو۔ اگر پندرہ دن کے اندر اندر مجھے کوئی الہام ہوا۔ اور وہ پورا ہو گیا۔ تو تمہیں مسلمان ہونا پڑے گا۔ اور پھر اشتہار لکھ کر اس کی دکان پر لگا دیتے چنانچہ کئی دفعہ ان کا الہام پورا ہو جاتا۔ اور پھر وہ آریہ ان سے چھپتا پھرتا۔ کہ اب یہ میرے پیچھے پڑ جائیں گے۔ اور کہیں گے کہ مسلمان ہو جاؤ اگر یہ نمونے قائم رہیں۔ تو غیر مذاہب پر ہمیشہ کے لئے اسلام ... اور اگر یہ نمونے نہ رہیں۔ یا ہماری جماعت کے دوست اس طرف توجہ نہ کریں ... جو میسر تھا ہمارا ہی وجہ سے انہیں ... پڑتا ہے۔ ابھی ... منتقل ہوتی ... اور

توجہ الی اللہ کا ذریعہ

نہ بنا ئیں۔ تو ہو سکتا ہے۔ کہ اس میں وقفہ پڑ جائے۔ جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وقفہ پڑا۔ اور اسلام لوگوں کو صرف ایک قصہ نظر آنے لگا لیکن اگر انہوں نے اس انعام کو مستقل بنا لیا تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلہ برکات جاری رہے گا اور ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے تک یہ سلسلہ اسی طرح پہنچے گا۔ جیسے بچپن میں ہم کھیلا کرتے تھے۔ تو اینٹوں کی ایک لمبی قطار کھڑی کر دیتے تھے۔ پھر ایک اینٹ کو دھکا دیتے۔ تو وہ دوسری پر گرتی اور اس طرح سو دو سو اینٹیں جو ایک قطار میں کھڑی ہوتی تھیں۔ گرتی چلی جاتی تھیں۔ اگر ہمارے نوجوانوں میں بھی یہ روح پیدا ہو جائے اور پھر ان سے اگلے نوجوانوں میں بھی یہی روح پیدا ہو جائے۔ اور پھر ان سے اگلوں میں یہ روح منتقل ہو جائے۔ تو قیامت تک ہماری جماعت میں رویا، کشوف اور الہامات کا سلسلہ جاری رہے گا۔ اور سارا ثواب ان نوجوانوں کو ملے گا جو اس سلسلہ کو شروع کرنے والے ہوں گے۔ اور ہمیشہ ہمیش کے لئے اسلام دنیا میں سر بلند ہوتا چلا جائے گا

دیکھو عیسائیت کتنا ناقص مذہب ہے مگر پچھلے دنوں

عیسائیوں کا ایک وفد

امریکہ سے آیا۔ جو لوگوں سے کہتا پھرتا تھا۔ کہ آؤ اور ہم سے دعائیں کراؤ۔ ہماری دعاؤں سے مریض اچھے ہو جاتے ہیں۔ چونکہ کئی وہمی ایسے ہوتے ہیں جنہیں اگر کہہ دیا جائے کہ تم اچھے ہو جاؤ گے۔ تو وہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ ہمیں بڑا فائدہ ہوا۔ اس لئے انہوں نے اس سے فائدہ اٹھانا شروع کر دیا۔ حالانکہ قبولیت دعا کا اصل معیار وہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیش فرمایا کرتے تھے۔ کہ سو دو سو ایسے مریض لے لئے جائیں۔ جو شدید امراض میں مبتلا ہوں یا جنہیں ڈاکٹروں نے لا علاج قرار دے دیا ہو۔ اور پھر قرعہ کے ذریعہ ان کو آپس میں تقسیم کر لیا جائے۔ اور ان کی شفا کے لئے دعا کی جائے۔ پھر جس کی دعا سے زیادہ مریض اچھے ہو جائیں وہ سچا سمجھا جائے لیکن یہ کوئی طریق نہیں کہ ایک شخص کو بلایا اور اسے کہہ دیا۔ کہ تم اچھے ہو گئے ہو۔ کیونکہ کئی وہمی طبائع ہوتی ہیں۔ وہ صرف اتنی بات سے ہی کہنے لگ جاتے ہیں۔ کہ ہمیں بڑا فائدہ ہوا۔ پس کسی مذہب کی صداقت اور راستبازی معلوم کرنے کا

صحیح طریق یہی ہے

کہ ڈاکٹروں کے لا علاج قرار دیئے ہوئے مریضوں کو قرعہ اندازی کے ذریعہ آپس میں تقسیم کیا جائے۔ اور پھر دیکھا جائے کہ کس کی دعا سے زیادہ مریض شفایاب ہوتے ہیں۔ بہرحال اس طریق کو جاری رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ ہمیشہ اسلام کی زندگی کا ثبوت مہیا ہوتا رہے۔ اور ہمارے نوجوان اس بات پر فخر کر سکیں۔ کہ ہمارے ذریعہ سے پہلے انبیاء کی روحانیت دنیا میں زندہ ہو رہی ہے۔ اور ہم وہ بلب ہیں جن سے بجلی روشن ہوتی ہے۔ (الفضل ۲۲ ۱/۵۶)

اخبار احمدیہ

قادیان۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اور خاندان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس افراد اور بعض دیگر بزرگان سلسلہ کی صحت کے متعلق جو اطلاعات بیرونی ممالک کے احمدیہ مشنز کے توسط سے مل سکی ہیں ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی طبیعت بوجہ نزلہ و زکام کچھ علیل تھی اب قدرے افاقہ ہے سیدہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ و نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ دونوں بیمار ہیں اور کمزور ہو گئی ہیں۔ بعد کی اطلاع ہے کہ اب قدرے افاقہ ہے۔

حضرت ڈاکٹر میاں محمود احمد صاحب بھی بوجہ بیماری کمزور ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ سب کو اپنے فضل سے صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

ایسی اطلاعات کی تاریخ وار تفصیلات کچھ اس طرح ہیں:۔

۱۶ ۱۱/۷۵ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت اچھی ہے حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کو تیز بخار آ گیا اور معائنہ خون میں انفکشن نکلی۔ اب بخار بھی کم ہے۔ اور انفکشن میں بھی کمی ہے۔

جناب شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کی ہمشیرہ اہلیہ شیخ محمد محسن صاحب کی حادثہ کار میں تین پسلیاں ٹوٹ گئیں نیز ان کی بہو بشریٰ کی ممانی شیخ بشیر احمد صاحب کے بھانجے شیخ عبد القدیر صاحب کی بھابی نصرت نسرین مع بھتیجی نیرہ نسرین کو شدید چوٹیں آئیں یہ تمام ہسپتال میں داخل ہیں۔

۱۷ ۱۱/۷۵۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی عام طبیعت اچھی ہے۔ خفیف کھانسی اور زکام کی تکلیف ہے۔ گو اب قدرے افاقہ ہے

۱۸ ۱۱/۷۵ حضرت اقدس کی طبیعت بوجہ انفلوئنزا ناساز ہے گذشتہ رات بخار بھی ہو گیا۔

۱۹ ۱۱/۷۵ حضرت صاحب کی طبیعت تا حال ناساز ہے۔ گو کل کی نسبت افاقہ ہے۔ سیدہ حضرت ام متین صاحبہ کی طرف سے احباب جماعت کا ہمدردی پر شکریہ ادا کیا ہے اور درخواست دعا کی گئی ہے

۲۰ ۱۱/۷۵ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت کھانسی و نزلہ کی وجہ سے ناساز ہے گو حرارت میں کمی ہے حضرت نواب امۃ الحفیظ صاحبہ کو کل سارا دن بخار نہیں ہوا۔ عام طبیعت اچھی ہے البتہ کمزوری بہت زیادہ ہے

۲۱ ۱۱/۷۵۔ محترمہ بیگم صاحبہ صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب و محترمہ بیگم صاحبہ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب دونوں بیمار ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت ابھی ویسی چل رہی ہے ضعف میں قدرے افاقہ ہے۔

— تحریک جدید کے نئے سال کے وعدے احباب کی طرف سے موصول ہو رہے ہیں۔ اور اب تک ایک لاکھ انتیس ہزار تک پہنچ گئے ہیں الحمد للہ۔

احباب جماعت دعا فرماتے رہیں کہ اللہ تعالےٰ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ اور دیگر تمام بزرگان سلسلہ کو اپنے فضل سے جلد صحت یاب فرمائے اور ان کی برکات سے سب کو متمتع فرماتے۔ اور سلسلہ کو ترقی عطا فرمائے۔ اور سب احباب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امن عالم

ایک دلچسپ مجلسی مذاکرہ

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج احمدیہ مسلم مشن ۔ دہلی

چند دنوں کی بات ہے میں تبلیغی اغراض کے ماتحت امروہہ جانے کے لئے ریل میں سفر کر رہا تھا۔ ریل گاڑی کا ڈبہ مسافروں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اور زیادہ مسافر گنگا اشنان کے مشہور میلہ میں شرکت کے لئے گڑھ مکتیشور جا رہے تھے۔ چونکہ ہندوؤں میں یہ ایک مذہبی تہوار مانا جاتا ہے۔ اس لئے ڈبے میں بیٹھے ہوئے لوگوں کا رجحان مذہب کی طرف تھا۔ میرے قریب ہی ایک نیک دل اور شریف سکھ دوست بیٹھے پاٹھ کر رہے تھے۔ جب وہ پاٹھ ختم کر چکے تو میں نے دریافت کیا کہ آپ کس چیز کا پاٹھ کر رہے تھے بتایا کہ میں جپ جی کا پاٹھ روزانہ کرتا ہوں۔ آج موقعہ نہ مل سکا اس لئے یہاں آکر پاٹھ کیا ہے۔ میں نے اُن سے کہا کہ حضرت گورو نانک دیو جی کو ہم احمدی خدا کا پیارا بزرگ اور اللہ کا ولی سمجھتے ہیں۔ احمدی مسلمان کا نام سنتے ہی اُن کا چہرہ چمک اٹھا۔ اور کہا کہ آپ قادیان کے رہنے والے ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں میں قادیان کا رہنے والا ہوں۔ سکھ دوست کہنے لگے میرے اُستاد بھی احمدی تھے اور وہ ہمارے گورو جی کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ اور اسی وجہ سے مجھے احمدیوں سے بڑا پیار ہے۔ میں نے کہا سردار جی قادیان میں جو ہمارے گورو حضرت مرزا غلام احمدؑ ہوئے ہیں اُنہوں نے بتلایا ہے کہ:

"باوا نانک صاحب کا وجود ہندوؤں کے لئے خدا کی طرف سے ایک رحمت تھی۔ اور یوں سمجھو کہ وہ ہندو مذہب کا آخری اوتار تھا جس نے اس نفرت کو دور کرنا چاہا تھا جو اسلام کی نسبت ہندوؤں کے دلوں میں تھی۔ ...... وہ ہندو مذہب اور اسلام میں صلح کرانے آیا تھا مگر افسوس کہ اس کی تعلیم پر کسی نے توجہ نہ کی اگر اس کے وجود اور اس کی پاک تعلیموں سے کچھ فائدہ اُٹھایا جاتا تو آج ہندو اور مسلمان سب ایک ہوتے"

(پیغام صلح صفحہ ۱۳)

پریم اور محبت کی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک اسٹیشن پر گاڑی رکی۔ کچھ مسافر اُترے اور کچھ نئے مسافر سوار ہوئے۔ نئے آنے والے مسافروں میں ایک جوشیلے سجن بھی آ گئے۔ جو ہماری پریم بھری اس بات چیت کو زیادہ دیر تک برداشت نہ کر سکے اور کہنے لگے ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور مسلمان بادشاہوں نے تو سکھوں پر بڑے ظلم کئے۔ اس پر سکھ دوست کہنے لگے دیکھئے شریمان جی جہاں تک میں نے اپنی کتابوں کو پڑھا ہے میں تو اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ سکھ گوروؤں کے مسلمان بزرگوں کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات تھے۔ اور گورو نانک دیو جی کا تو فرید جی اور دوسرے مسلمانوں کے ساتھ بڑا ہی پریم تھا حتیٰ کہ ایک دفعہ جب فرید جی اور گورو جی ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے تو گورو جی نے یہ شبد پڑھا۔

آؤ بہنیں گل ملو انک سہیلڑیاں
مل کر کرے کہانیاں سمرتھ کنت کیا
ساچے صاحب سن گن اوگن سب اساتھ

اس شبد سے ظاہر ہے کہ گورو جی کو مسلمانوں سے بڑا پیار تھا۔ وہ ایک مسلمان کو بہن کہہ کر اور اس کے گلے مل کر ایک میٹھی بانی کہہ رہے ہیں۔

دسویں پادشاہی گورو گوبند سنگھ جی نے فرمایا ہے:۔

ہندو آؤ ترک کو رافضی امام شافعی
مانس کی جات سبے ایکے پہچان لو۔

یعنی ہندو، مسلمان، رافضی، امام شافعی سب انسان کی ذات میں ہیں ایک سمجھنا چاہیئے۔ لیکن وہ سجن کچھ ایسے ضدی تھے کہ کہنے لگے مسلمان بادشاہوں کے مظالم سے کتابیں بھری ہوئی ہیں اور اسلام کے سنستھاپک محمد صاحب نے تو گھرنا اور نفرت کی سکھشا دی ہے۔

اس پر مجھ سے نہ رہا گیا۔ اور میں نے اس سجن سے کہا کہ غیر لوگوں نے ہندوستانیوں پر حکومت کرنے کے لئے "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے مختلف فرضی واقعات خود گھڑے اور اس طرح ہندوستان میں بسنے والے لوگوں کے درمیان نفرت کے جذبات پیدا کئے۔ جن واقعات کا آپ ذکر رہے ہیں ان کی تاریخی حقیقت کچھ نہیں۔ آج ہمارا ملک آزاد ہو چکا ہے اسلئے ہمیں تاریخ اور اتہاس کا بھی سدھار کرنا چاہیئے۔ اور ایسے فرضی واقعات کو اپنی کتابوں سے باہر نکال دینا چاہیئے۔ جو ہمارے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف جذبہ نفرت پیدا کرنے کا موجب بن رہے ہیں اور اگر بالفرض ان مظالم کو صحیح سمجھ لیا جائے تب بھی گذشتہ تلخ باتوں کی یاد کو تازہ رکھنا دانشمندی نہیں اور اس سے کوئی فائدہ نہیں ایک ودوان نے کیا ہی اچھا کہا ہے:۔

"وہ اتہاس نہ پڑھو جو تمہارے دلوں میں دوسروں کے لئے نفرت پیدا کرتا ہے۔ ان کہانیوں کو بھلا دو جو دشمنی کو تازہ رکھتی ہیں اور جو تمہارے بھائیوں کو تمہارا دشمن بناتی ہیں"

(ریت لڑی اگست ۱۹۵۷ء)

میں نے کہا آپ نے حضرت محمد صاحب کا نام لے کر کہا ہے کہ انہوں نے گھرنا اور نفرت کی سکھشا دی ہے کیا آپ نے حضرت محمد صاحب کا کوئی جیون چرتر پڑھا ہے انہوں نے انکار میں سر ہلایا میں نے کہا یہ تو بڑا ظلم ہے کہ آپ نے ایک شخص کا جیون چرتر تو پڑھا نہیں اور سنی سنائی باتوں پر یہ کہہ دیا کہ اس نے نفرت کی تعلیم دی ہے میں نے اپنے بیگ میں سے "حضرت محمد صاحب کا جیون چرتر" جو نظارت تبلیغ کی طرف سے ہندی زبان میں چھپا ہوا ہے نکالا اور کہا لیجئے یہ میرے پاس حضرت محمد صاحب کا جیون چرتر ہے۔ اس کو آپ پڑھیئے۔ اسکے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہو گا کہ دنیا سے گھرنا نفرت کو دور کرنے اور امن و شانتی کو قائم کرنے کے جو گر حضرت محمد صاحب نے بتائے ہیں وہ کسی اور جگہ نہیں ملیں گے اس موقعہ پر میں نے بیگ سے قرآن مجید نکالا اور ان سے کہا کہ آپ نے گاڑی کے ڈبہ میں داخل ہوتے ہی ہمارے جذبات و احساسات کا کوئی خیال نہ کرتے ہوئے ہمارے پیشوا پر نکتہ چینی شروع کر دی۔ اور یہی چیز نفرت و عداوت کا موجب ہوتی ہے۔ لیکن ہمارے پیشوا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کے جذبات و احساسات کا ہمیشہ خیال رکھو کہ جس قدر دنیا میں نبی پیشوا اور بزرگ گذرے ہیں وہ سب کے سب قابل تعظیم ہیں۔ جیسا کہ ہمارے پاک قرآن

بیشک قرآن مجید میں لکھا ہے۔

ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر (فاطر)

نہیں کوئی قوم مگر اس میں خدا کی طرف سے رسول بھیجا گیا ہے پھر فرمایا ہے قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الیٰ ابراھیم واسماعیل واسحاق و یعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ و عیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون (البقرہ ع۱۶)

(ترجمہ) اے مسلمانو تم کہو ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اتارا گیا اور نیز جو اتارا گیا (حضرت) ابراہیمؑ پر اسماعیلؑ پر اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ پر اور ان کی اولاد پر پھر اس پر جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دیا گیا غرضیکہ ان سب دینوں اور کتابوں پر جو نبیوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملیں۔ ہم انہیں سے کسی ایک میں فرق نہیں کرتے اور ہم اسی اقرار پر مسلمان ہیں۔

اس تعلیم کی رو سے کوئی مسلمان حقیقی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ تمام مذاہب کے بزرگوں کی عزت نہ کرے۔ اس لئے ہم مسلمان یہ ایمان رکھتے ہیں کہ یہودیوں کے حضرت موسیٰؑ عیسائیوں کے حضرت عیسیٰؑ پارسیوں کے حضرت زرتشت ہندوؤں کے حضرت کرشنؑ و رامچندر جی مہاراج اور سکھوں کے گورو نانک دیو جی غرضیکہ دنیا کی تمام اقوام کے ہادی اور راہنما خدا کے برگزیدہ انسان تھے۔ ان کا نام قرآن مجید میں مذکور ہو یا نہ ہوا ہو کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص علیک

یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تجھ سے پہلے ہم نے بہت رسول بھیجے ہیں۔ ان میں سے بعض کا تذکرہ قرآن مجید میں کر دیا ہے۔ اور بعض کا نہیں کیا۔

میں نے کہا آپ کے ڈبہ میں آنے سے پہلے میں یہی بات سردار جی سے کر رہا تھا کہ ہم گورو نانک دیو جی کو خدا کا برگزیدہ اور بھگت مانتے ہیں۔ جس پر ایک اور ساتھی کہنے لگے ہاں جی ان کی باتیں بڑی پریم کی تھیں اور بہت بھلی معلوم ہو رہی تھیں۔ میں نے اس سجن سے یہ کہا کہ آپ نے تو حضرت محمد صاحب کا جیون پڑھے بنا ہی یہ کہہ دیا کہ انہوں نے نفرت کی شکشا دی ہے۔ حالانکہ آپ نے نفرت کو دور کرنے کی شکشا دی ہے۔ میں نے بتایا کہ ہر شخص کو اپنا عقیدہ اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے وہ اس پر کسی قسم کی نکتہ چینی برداشت نہیں کر سکتا اسلئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نے یہ تعلیم دی ہے کہ دوسرے کے عقیدہ کو بُرا مت کہو۔ لا تسبوا الذین یدعون من دون اللّٰہ فیسبوا اللّٰہ عدوًا بغیر علم۔ (الانعام ع۱۳)

اللہ کے سوا جن دوسری چیزوں کا لوگ پرستش کرتے ہیں ان کو گالی نہ دو نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ لوگ حد سے بڑھ کر (اپنی غلطی اور نادانی سے) خدا کو گالیاں دینا شروع کر دیں گے۔

کتنی شانتی اور پریم پیدا کرنے والی آپ کی تعلیم ہے۔ لیکن آپ کہتے ہیں کہ آپ نے نفرت کی تعلیم دی۔

پھر میں نے سب سجنوں کو بتایا کہ اسلام کے بانی حضرت محمد صلعم نے مذہبی اختلافات کی وجہ سے پیدا ہونے والے جھگڑوں فسادوں اور لڑائیوں کو دور کرنے کے لئے ایک قدم یہ بھی اُٹھایا ہے کہ جن باتوں میں ایک مذہب کا دوسرے مذہب سے اشتراک ہے انہیں باہمی تعلقات کے خوشگوار بنانے کے لئے بنیاد قرار دیا ہے۔

اس کی تفصیل بتاتے ہوئے میں نے دوستوں کو بتایا کہ قرآن مجید جب نازل ہوا تو اہل کتاب اس کے مخالف تھے ان مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے قرآن مجید فرماتا ہے:۔

یا اھل الکتٰب تعالوا الیٰ کلمۃ سواءٍ بیننا وبینکم الا نعبد الا اللّٰہ ولا نشرک به شیئًا (آل عمران ع۷)

یعنی اے اہل کتاب آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔ ہم اس پر صلح کریں اور وہ یہ کہ خدا کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں۔

اور قرآن مجید کی اس آیت کو پیش کر کے میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے سب نبی۔ رشی۔ منی اور اوتار نے یہ کہا ہے کہ ہم سب ایک خدا کے بندے ہیں اور اس ایک خدا کی ہم سب کو عبادت کرنی چاہیئے۔

قرآن مجید فرماتا ہے انما الٰھکم اللّٰہ واحد۔ تمہارا معبود صرف ایک ہے

گورو نانک جی مہاراج فرماتے ہیں:

اوّل اللہ نور اُپایا قدرت کے سب بندے
اک نور سے سب جگ اُپجیا کون بھلے کون مندے

اس لئے اگر ہم ایک پرمیشور کے بھگت ہو نیچے ہو گئے اور ایک خدا کے بندے ہوتے ہوئے آپس میں اختلاف کرتے ہیں تو یہ ہماری مورکھتا ہے۔

کتنی سندر اور بڑھیا شکشا دی ہے۔ محمد جی مہاراج نے۔ یہ تو ہماری اگیانتا ہے کہ ہم ایک دوسرے سے لڑائی کرتے ہیں۔ ایک صاحب نے

نے کہا اور باقی لوگوں نے تائید کی۔

اسی اثناء میں ایک شخص نے پوچھا کہ محمد جی مہاراج نے ان جھگڑوں کا دروازہ بند کرنے کے لئے بھی کوئی شکشا دی ہے میں نے کہا ہاں ہاں بہت ہی اچھی شکشا دی ہے۔ اوّل تو آپ نے یہ بتایا ہے کہ جھگڑوں اور فسادات کا ایک سبب لالچ ہے اور بانی اسلام نے اس سے منع کیا ہے۔ فرمایا

لا تمدن عینیك الیٰ ما متعنا به ازواجًا منهم زهرة الحیٰوة الدنیا (طٰہٰ ع۸)

ترجمہ۔ یہ جو ہم نے تمہارے اردگرد رہنے والوں کو دنیاوی زندگی کے سامان دیئے ہیں ان کی طرف لالچ کی نگاہ سے نہ دیکھو۔ اور جب لالچ پیدا ہو کر وہ قومیں آپس میں جنگ شروع کر دیں تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس قسم کے بین الاقوامی جھگڑوں کو دور کرنے کے لئے ایک بین الاقوامی مجلس قائم ہونی چاہیئے جس کی بنیاد اس اصل پر ہو کہ جب کبھی دو قومیں آپس میں لڑ پڑیں تو دیگر قومیں ان میں سے ایک یا دوسری کی حمایت کرنے کی بجائے فوراً ان دو لڑنے والی قوموں کو نوٹس دے دیں کہ آپ اپنا جھگڑا ہمارے سامنے پیش کریں اور اگر ان میں سے کوئی اس معاملہ کو مجلس اقوام کے سامنے پیش نہ کرے یا پیش کر کے اس کا فیصلہ ماننے سے انکار کر دے اور لڑائی پر آمادہ ہو جائے تو دوسری سب قومیں مل کر اس کا مقابلہ کریں۔ یہ ظاہر ہے کہ ایک قوم کتنی بھی طاقتور ہو سب قوموں کی متحدہ افواج کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور جلدی ہی اسے ہار تسلیم کرنی پڑے گی۔ جب ایسی قوم ہار مان لے اور مجلس اقوام کا فیصلہ ماننے کو تیار ہو جائے تو پھر ان دونوں قوموں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے۔

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے ذریعہ اسبارہ میں ایک جامع نظام پیش فرمایا ہے۔ اگر قرآن مجید کی روشنی میں مجلس اقوام عالم بنائی جائے اور وہ تمام دنیا کے لئے نمائندہ مجلس ہو اور حق و انصاف سے کام لینے والی ہو تو ایسی مجلس دنیا میں امن قائم کر سکتی ہے۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد لیگ آف نیشنز قائم کی گئی۔ اس کے قیام کے بعد جماعت احمدیہ کے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے متنبہ کیا کہ یہ لیگ غلط اصول پر بنائی گئی ہے۔ قرآن مجید نے جس قسم کی لیگ آف نیشنز کا نقشہ بیان کیا ہے وہ اس سے بالکل مختلف ہے جو یورپ میں بنائی گئی ہے۔ اس لئے موجودہ لیگ

ہرگز امن قائم نہیں کر سکتی کیونکہ قرآن مجید نے سب سے بڑا اصل یہ بیان کیا ہے کہ ظالم کا ہاتھ روکا جائے اور مظلوم کی مدد کی جائے۔ آپ نے بتایا کہ لیگ آف نیشنز نے جرمنی کے بعض مقبوضات کو اس سے چھین کر دوسروں کے حوالے کر دیا ہے جو قرآن مجید کے بتائے ہوئے اصول کی خلاف ورزی ہے اس لئے امن قائم نہیں رہ سکے گا چنانچہ یہ لیگ ۱۹۳۹ء کی جنگ کو نہ روک سکی اور دنیا دوسری جنگ عظیم کی لپیٹ میں آگئی۔ اس جنگ کے خاتمے پر ایک اور مجلس اقوام متحدہ کے نام سے قائم ہوئی جس کا صدر مقام نیویارک ہے اگرچہ پہلی لیگ آف نیشنز کے مقابلہ میں اس نے کئی ایک اہم کام کئے ہیں۔ مگر اس مجلس میں بھی ابھی کئی خامیاں ہیں۔ اور سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ اس کے ممبران بھی انصاف کو سامنے رکھ کر فیصلے نہیں کرتے بلکہ اپنے اپنے سیاسی مفاد کو مد نظر رکھتے ہیں۔ نیز مجلس اقوام کے فیصلوں کو فوجی طاقت کے ذریعہ نافذ نہیں کیا جا رہا ہے۔ ایک ریزرو فوجی طاقت کے بغیر کوئی لیگ آف نیشنز یا مجلس اقوام متحدہ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اسلئے ہر وقت یہ خطرہ لاحق ہے کہ دنیا تیسری عالمگیر جنگ کی لپیٹ میں نہ آ جائے۔ تیسری جنگ کا نام سنتے ہی ادھارک اور مذہبی مزاج رکھنے والے لوگ کانپنے لگے۔ ابھی یہ کل یگ کا دور ہے اور ہماری پستکوں کے مطابق جنگوں کا زمانہ ہے۔ کوئی راشٹر سنگھ ان جنگوں کو دور نہیں کر سکتا کیونکہ یہ راشٹر سنگھ بھی ایمانداری کا کام نہیں کرتے۔ ہمارے ہیرو واس جی مہاراج نے فرمایا۔

پورب پچھم اُتر دکھن چہوں رشتی کال پڑے
گھور ریدھ جگ ماہی ہو یا ہے بے پایات مرے
دشٹ رشٹ کو ایسا کاٹے جیسے کھیت کٹے
ایک سہسر نو سے اوپر ایسا یوگ پڑے

اسلئے ہمارا تو یہ وشواش ہے کہ جب تک دھرم کی سُستھا پنا نہیں ہو گی اور لوگ پرماتما کی طرف توجہ نہیں دینگے۔ جیسا کہ آپ نے بھی بتایا۔ اس وقت تک امن قائم نہیں ہو گا۔ میں نے کہا یہ بالکل سچ ہے ہماری جماعت کے بانی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے کہ چونکہ انسان نے خدا کو بھلا دیا ہے اسلئے خدا کی طرف سے عذابوں کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک انسان خدا کی طرف توجہ نہیں کرے گا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا:۔

”اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اسکی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سُنے کہ وہ وقت دور نہیں میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائیگا اور لوط کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لو گے مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ“۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس انذاری اور جلالی کلام کو سن کر اکثر کی آنکھیں اشکبار تھیں اور سب لوگ یک زبان ہو کر کہ اُٹھے یہ ماتا کو خوش کئے بنا اور دھرم کے اصولوں پر عمل کئے بنا شانتی نہیں مل سکتی۔

اتنے میں گنگا برج کا اسٹیشن آگیا۔ اور سب گنگا مائی کی جے۔ دھرم کی جے کے نعرے لگاتے ہوئے اور پرنام کرتے ہوئے رخصت ہوئے میرے وہ سجن جو ڈبہ میں داخل ہوتے وقت بڑے جوش اور جذبے میں تھے۔ میں نے دیکھا کہ بہت نرم ہو گئے ہیں اور ہاتھ باندھے میرے سامنے کھڑے اجازت لے رہے ہیں اور پرارتھنا کر رہے ہیں کہ میں اس پستک کو ضرور پڑھوں گا کیونکہ آپ کی باتوں سے تو آج پتہ چلا کہ محمد صاحب شانتی کا مارگ بتانے والے بہت بڑے رشی تھے۔

پرماتما ہم سب کو دھرم کے اصول پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین۔

بشیر احمد انچارج احمدیہ مسلم مشن دہلی

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے۔ مؤلف اصحاب احمدؐ۔ قادیان

قادیان ۱۹۲۲ء میں

حضرت فخر رسل۔ مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی سیرۃ مبارکہ کے بحرِ ذخار کو کوزہ میں بند کرنا ممکن نہیں۔ اس کے لئے بہت زیادہ علم۔ اور وقت درکار ہے۔ اخبار کی تنگ دامانی کے بدِ نظر مختصراً عرض کرتا ہوں۔ راقم نے بعمر آٹھ سال ۱۹۲۰ء کے جلسہ سالانہ پر حضور کی زیارت اولین کا موقعہ پایا۔ اس وقت حضورؓ کی خلافت پر پونے سات سال گذر رہے تھے اور حضور بتیس سالہ نوجوان تھے۔ آئندہ سال جلسہ سالانہ پر بھی خاکسار قادیان آیا۔ اور مستقل ورت ۱۹۲۲ء اور پدر والد صاحب نے حضور کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے مجھے مدرسہ احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے بھیجدیا۔ ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۱ء تک چار سال میں کوئی پون سال بطور اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری اور بقیہ عرصہ بطور پرائیویٹ سیکرٹری حضور کی خدمت میں سفر و حضر میں رہنے کا موقعہ ملا۔ اس طرح تقسیم ملک سے قبل ایک ربع صدی قادیان میں اور اٹھارہ سال بعد ہجرت گویا حضور کے دو سال کم تینتالیس سال کا عرصہ حضور کی خلافت کے ساڑھے اکاون سال میں سے پایا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

قادیان میں ۱۹۲۲ء میں اکثریت ان بزرگوں کی تھی جنہوں نے چودہ سال قبل تک موعودِ اقوام عالم مسیح زمان و مہدیٔ دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بچشم خود دیکھا اور حضور کے عہدِ زریں کے برکات و فیوض سے جی بھر کر استفادہ کیا تھا۔ یہ خوش قسمت احباب ابھی ہزاروں کی تعداد میں اس دنیا میں بقیدِ حیات تھے۔ ان میں اور اغیار میں بہت سے وہ لوگ بھی موجود تھے جو حضور کے دعاوی سے قبل کی زندگی سے کامل واقفیت اور مراسم اور ذاتی تعلقات رکھتے تھے۔ بے لاگ مسست درویش صفت صحابہ کرام اپنے امام کی آواز پر لبیک کہنے۔ اور ہر قربانی کرنے کے لئے ہر وقت کمربستہ رہتے تھے۔ دنیوی مشاغل کبھی سدِ راہ نہ بنتے تھے چنانچہ سلسلہ کے مفاد کو ترجیح دیتے ہوئے ذاتی امور کو پس پشت ڈالتے بلکہ ان کو قربان کر دیتے تھے۔ یہ پیشہ انہیں پرواہ نہ ہوتی کہ نتیجۃً ان کی تجارت بند ہو جائے گی۔ کاروبار ختم ہو جائے گا۔ یا ممکن ہے علیل رفیقۂ حیات ان کی غیبوبت میں عالم آخرت کو سدھار جائے۔ یا پوری طور پر اس کی عیادت بھی ہو گی۔ یا نہیں انہیں یہ سب کچھ منظور تھا۔ لیکن یہ امر ہرگز انہیں مرغوبِ خاطر نہ تھا کہ حضور کا حکم کیا۔ ادنےٰ سا اشارہ بھی ناتعمیل رہ جائے وہ کسبِ معاش کرتے تھے تو معمولی سا۔ تا نانِ جویں حاصل ہو کر جسم و روح کا پیوند قائم رہ سکے۔

یہ اصحاب الصُّفّہ۔ اہل الجنۃ۔ بلکہ کی مثال دنیا و ما فیہا سے یکسر بے خبر۔ درِ جاناں پر دھونی رمائے بیٹھے تھے تسبیح و تحمید۔ تلاوت قرآن مجید۔ تہجد گذاری۔ نوافل کی ادائیگی۔ اسلام کی سربلندی کے لئے دعائیں اور مجالس میں اسلام کے درخشندہ مستقبل کے متعلق پُریقین تذکرہ اور الٰہی وعدوں کے متعلق آپس میں مکالمہ۔ غرضیکہ انوزرینیہ کے خیالات و جذبات میں یہ خرقہ پوش سرشار تھے اعلائے کلمۃ اللہ ان کا مقصدِ وحید تھا۔ ان کی زبانیں ذکرِ الٰہی سے تر۔ اور قلوب مساجد سے معلق تھے۔ اپنے امام ہمام رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں مسجد نبوی میں نمازیں ادا کرنا۔ حضور کے کلماتِ طیبات سننا۔ مسجد اقصےٰ میں بعد عصر حضور کے درس قرآن میں پروانہ وار شمولیت کرنا ان کی روحوں کی غذا تھے وہ مظہر الحق والعلاء کی پاک مجالس میں کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ کے نظارے دیکھتے تھے کسی کروڑپتی یا بادشاہ کو کیا فرحت و شادمانی اور سکینت و اطمینان حاصل ہوگا۔ جو ان فاقہ مستوں کو حاصل تھا۔ ان کے منور چہرے سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ کا رنگ رکھتے تھے۔ قادیان کل یہ فضا نہایت پُرکیف اور حد درجہ دلآویز اور ایمان افزا تھی۔ بلکہ اس کی یاد بھی ہمیشہ دلوں کو گرماتی رہے گی۔

مصروفیات جلسہ سالانہ

خاکسار کی تعیناتی سے قبل یہ طریق جاری تھا کہ بوقتِ ملاقات جلسہ سالانہ قصرِ خلافت کے بالاخانہ میں چار افراد۔ مکرم چوہدری عبد اللہ خان صاحب مرحوم امیر جماعت کراچی۔ مکرم میاں غلام محمد صاحب اختر حال وکیل الدیوان ربوہ۔ مکرم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب حال مقیم ربوہ اور مکرم ملک عبد الرحمٰن صاحب مالک نلوہ حوّہ قصور جس میں سے بالعموم چوہدری صاحب اور ملک صاحب کے پاس نیام میں تلواریں ہوتی تھیں۔ حضور کے دائیں بائیں اور پیچھے کھڑے رہتے تھے اور ملاقاتیوں کی کڑی نگرانی رکھتے تھے۔ اس موقعہ پر پرائیویٹ سیکرٹری اور مکرم محمد یحییٰ خان صاحبؓ مرحوم (مدفون بہشتی مقبرہ قادیان) بھی جو دفتری امیر ... ک اور حضور کے لائبریرین تھے حاضر رہتے تھے۔ ایک جلسہ سالانہ پر کسی وجہ سے یہ محسوس کر کے کہ امکانی شرارت کے لئے احتیاط ضروری ہے راقم نے از خود یہ انتظام کیا تھا کہ اپنے قریب ایک دو بنڈل موم بتیاں اور ٹارچ اور دیاسلائی رکھیں اور کمرہ کے جنوب مغربی کونے میں گیس کا ایک روشن ہنڈا بھی رکھا۔ اور ہنڈے پر تلوار سے مسلح ایک شخص کا پہرہ مقرر کر دیا۔ رات کے ساڑھے گیارہ بجے تک کوئی تین گھنٹے اور صبح کوئی سوا نو بجے تک قریباً ڈیڑھ گھنٹہ ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ دونوں وقت مکرم محمد یحییٰ خان صاحبؓ ملاقات شروع ہونے سے پہلے کمرہ کو گرم کرنے کے لئے اس کی انگیٹھی میں آگ جلاتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد کوئی اور کارکن یہ کام کرتا تھا حضور نے بوقت ملاقات واسکٹ۔ کوٹ۔ وغیرہ پہنے ہوتے تھے۔ اور کشمیری دھسہ بھی رانوں پر ڈالا ہوتا تھا۔

ملاقات کے وقت میں ایک دو بار بیعت کنندگان کی بیعت بھی ہوتی تھی۔ جن کے اسمار قبل از بیعت ایک رجسٹر میں دفتر میں درج کئے اور ان کے فارم ہائے بیعت پُر کر لئے جاتے تھے۔ ان مواقع پر ہمیں بھی بیعت کرنے کا موقعہ مل جاتا تھا۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب حضور کے دست مبارک کو سہارا دیتے تھے تاکہ تکاوٹ نہ ہو۔ بیعت کنندگان میں سے ایک دو کے ہاتھ حضور کے ہاتھ میں ہوتے، باقی احباب ایک دوسرے کی پشت پر ہاتھ رکھ لیتے تھے۔ بعض ایام میں حضور سر ملاقاتی سے اٹھکر ملاقات کرتے تھے۔ حتیٰ کہ حضور کے دفتر کا کارکن بھی کبھی ذوقی امر کے لئے ملاقات کے انتظام میں ملاقات کرتا تو حضور از خود کر ملتے۔ جلسہ سالانہ میں گھنٹوں اٹھنا بیٹھنا تکلیف مالا یطاق تھا۔ اس لئے حضور بیٹھے رہتے تھے۔ البتہ میں نے اپنے وقت میں یہ دیکھا کہ صرف حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ صحابی و صوبائی امیر صوبہ سرحد کے لئے اُٹھتے تھے۔

دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں ان ایام جلسہ میں رات کو بعض افراد ڈیوٹی پر رہتے تھے۔ رات کو ملاقات کے اختتام پر حصولِ برکت کے لئے تمام کارکنان دفتر ہذا حضور سے مصافحہ کرتے تھے۔ اور ان کارکنان کو بعد اختتام ملاقات دفتر میں چائے بھی دی جاتی تھی۔ گیارہ ساڑھے گیارہ بجے رات کو ملاقات ختم ہونے پر حضور کو جلد آرام کرنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ کھانے کی تقسیم کے بعد بیرونی دونوں نظامتہائے جلسہ سالانہ اور اندرونی نظامت کی رپورٹیں افسر جلسہ سالانہ کے پاس پہنچتیں۔ جن میں درج ہوتا کہ صبح اور شام کو اتنے اتنے افراد کا کھانا تقسیم کیا گیا۔ اور یہ کام باحسن طریق سرانجام پایا۔ ان رپورٹوں پر افسر جلسہ سالانہ رپورٹ کرتے کہ گذشتہ جلسہ سالانہ پر اس تاریخ کو صبح اور شام کتنے کتنے افراد کا کھانا تقسیم ہوا تھا اور اب کتنا کتنا تقسیم ہوا۔ پھر دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے اندراجات اپنی کاپی میں درج کر لیتے اور گذشتہ سال کے اندراجات دیکھ کر ان کی تصدیق افسر جلسہ سالانہ کی رپورٹ پر رقم کر کے حضور کی خدمت میں پیش کرتا۔ اس رپورٹ کے متعلق حضور کا ارشاد تھا کہ جب وقت بھی افسر جلسہ سالانہ کی طرف سے موصول ہو حضور کی خدمت میں پیش کی جائے۔ چونکہ کھانا اندازے سے پکایا جاتا تھا اور مثلاً اگر ایک جلسہ کی ابتدا جمعہ سے ہوتی۔ تو اس کی وجہ سے ہزاروں افراد جلد پہنچ جاتے۔ اس لئے گذشتہ جلسہ سالانہ کے اعداد و شمار کی وجہ سے کھانے کی تیاری کا اندازہ کبھی بھی صحیح نہیں بیٹھتا تھا۔ اگر کھانا ختم ہو جاتا تو دوبارہ روٹیاں اور مسور کی دال کی دیگیں جو جلد تیار ہو جاتی تھیں تیار کر کے کھانا تقسیم کیا جاتا۔ بعض اوقات ایک نظامت میں فالتو کھانا ہوتا تو دوسری نظامت میں کمی کو پورا کرنے کے لئے بھجوا دیا جاتا۔ ان حالات کی وجہ سے رپورٹ ملاقاتوں کے اختتام کے بھی بہت بعد حضور کی خدمت میں پیش ہوتی تھی۔

استجابتِ دعا اور تعلق باللہ

حضور کی استجابتِ دعا کے ہزارہا

واقعات احباب جماعت نے دیکھے ہیں چند ایک کا ذیل میں ذکر کرتا ہوں

(۱) اخویم حکیم نذیر الدین صاحب عامل درویش کی اہلیہ محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ سابق استانی نصرت گرلز سکول قادیان شادی کے دو سال بعد تک بچہ پیدا نہ ہونے پر حضرت ام وسیم صاحبہ کے ہاں گئیں۔ حضور تشریف لائے تو حضرت موصوفہ نے کہا کہ حضور اس بچی کے لئے دعا فرمائیں۔ دریافت فرمایا کس مقصد کے لئے۔ تو انہوں نے کہا کہ اولاد عطا ہونے کے لئے۔ قریب ایک مکان میں رہنے کی وجہ سے وہ معترف تھیں۔ فرمایا یہ فکر کی بات نہیں۔ بعض کے ہاں بارہ بارہ سال کے بعد بچے پیدا ہوتے ہیں۔ تقسیم ملک ہونے پر خاوند بیوی ایک دوسرے سے جدا رہے۔ اور ۱۹۵۴ء میں استانی صاحبہ کو قادیان آنے کا موقعہ ملا۔ ۱۹۵۹ء میں دونوں ربوہ گئے اور استانی صاحبہ نے بوقت ملاقات حضور کی گذشتہ گفتگو یاد کرا کے عرض کیا کہ اب تو تیرہ سال بیت چکے۔ فرمایا۔ تب کیا ہوا۔ بعض لوگوں کو اٹھارہ اٹھارہ سال کے بعد بھی بچے پیدا ہوتے ہیں۔ اس وقت کہ علاج معالجہ بہت کچھ ہو چکا تھا۔ اور مزید علاج کرنے کی طرف ان کے قلوب راغب نہ تھے اور وہ ہمیشہ کے لئے مایوس ہو چکے تھے تو آئندہ سال ابھی اختتام پذیر نہ ہوا تھا کہ انہیں گوہر مقصود حاصل ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعا قبول کر کے ۲۲ جولائی ۱۹۶۴ء کو انہیں بچی عطا کی۔ جو ماشاء اللہ صحت مند اور ذہین ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو صالحہ اور طویل العمر بنائے۔ آمین۔

(۲) جلسہ سالانہ کی ملاقات کے وقت میاں غلام فرید صاحب دلو ساکنہ پاک پتن (ضلع منٹگمری) نے کہ ملاقات ہو چکی ایک واقعہ سنایا۔ اور میاں دلو موصوف کی ملاقات کے وقت حضور کی خدمت میں عرض کیا اور حضور نے اس کا ذکر اپنی تقریر میں اس روز فرمایا تھا۔

واقعہ یوں ہے کہ آپ سالہا سال تک بیمار رہے۔ کئی سال تک میرے تایا جان حکیم دین محمد صاحب اور میرے والد صاحب سے وہ علاج کراتے رہے۔ اور بھی علاج ہوئے۔ بالآخر ان کی بیوی ان کی مسلسل علالت۔ بیکاری اور اولاد سے محروم رہنے کی وجہ سے ان کو چھوڑ کر میکے چلی گئی۔ یہ حضور کی خدمت میں قادیان حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور میری صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ اگر مجھے صحت ہو گئی تو ایک یا دو ماہ کا عرصہ تبلیغ میں صرف کروں گا۔ حضور نے ان کی قوم کے حالات دریافت فرمائے کہ ان میں کون کون احمدی ہیں۔ اور ان کو مکرم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب کے نام دفتر سے چٹھی لکھوا دی۔ تا وہ میو ہسپتال لاہور میں ان کا معائنہ کرا کے علاج کروائیں۔ اور ان کے کہنے پر حضور نے ان کے جسم پر ہاتھ بھی پھیرا۔ میں لاہور میں زیر تعلیم تھا میری معرفت ڈاکٹر صاحب سے ملے میو ہسپتال میں ایکسرے سے معلوم ہوا کہ ان کی ریڑھ کی ہڈی کا ایک سرا گل کر ختم ہو چکا ہے۔ بظاہر ان کی شفایابی کی امید نہیں۔ وہ پلستر سال دو سال تک لگائے رکھیں۔ اور کوئی کام نہ کریں۔ محض انڈے وغیرہ بہتر غذا کھائیں۔ یہ علاج اور غذا ان کی اور ان کے اقارب کی غربت کی وجہ سے ناممکن تھا۔ اس لئے وہ اپنی صحت اور زندگی سے قطعاً مایوس تھے۔ اللہ تعالیٰ نے غیب سے یہ سامان کر دیا کہ مکرم ڈاکٹر سید ظہور احمد شاہ صاحب (حال پروفیسر اینیمل ہسبنڈری اینڈ ویٹرنری کالج لاہور) بطور ویٹرنری ڈاکٹر وہاں تبدیل ہو کر آ گئے۔ انہوں نے دلو صاحب کو غریب اور بیکار دیکھ کر شفا خانہ میں ملازم رکھ لیا۔ اس طرح ان کی مالی حالت کے علاوہ جسمانی حالت بھی سدھر گئی۔ اور ان کی بیوی یہ حال دیکھ کر واپس آ گئی۔ اولاد بھی ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب کے تبادلہ کے بعد وہ افسران کے سلسلہ میں ملازم ہو گئے۔ کام معمولی تھا سامنے ہائی سکول تھا۔ وہاں جا کر اساتذہ سے سبق بھی لے لیتے تھے اب نویں جماعت کی کتاب ساتھ لاتے ہیں۔ سو وہ پڑھ لیتے ہیں الفضل بھی مطالعہ کر لیتے ہیں۔ اور ایکسرے کرانے سے معلوم ہوا کہ ریڑھ کی ہڈی جہاں پہلے موجود نہیں تھی۔ اب موجود پائی گئی۔ اور اب ان کے بیٹے بیٹیوں کی بھی شادیاں ہو چکی ہیں۔

(۳) ساٹھ سال کی بات ہے کہ خاکسار ایک اور دوست کے ہمراہ جالندھر گیا تو ایک سکھ گزیٹڈ افسر [illegible] جن کے والد بھی ریٹائرڈ گزیٹڈ افسر تھے بہت مایوس پایا۔ معلوم ہوا کہ اپنے ہم عہدہ افسروں میں سے تو یہ رسیدہ ہیں لیکن ان کے افسر کی کینہ توزی کے باعث پندرہ دن تک ملازمت سے سبکدوش کئے جانے کا نوٹس مل چکا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ حضور نے ہمیں کہا ہے کہ ایسے احباب حضور علیہ السلام کے لنگر خانہ وغیرہ کے لئے نذر مانیں تو ان کے کام خارق عادت طور پر ہو سکتے ہیں۔ آپ نذر مان لیں میں حضور کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کروں گا۔ ہمیں روپیہ درکار نہیں۔ یہ صرف تعلق پیدا کرنے کے لئے ہے۔ ورنہ ابھی ترتیب میں ہمارے مرکز نے ایک گوردوارہ کے لئے کئی ہزار اینٹیں دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ رزاق ہے جس نے زمین و آسمان پیدا کئے اور اب تک آپ کے لئے سب سامان کرتا رہا وہ آئندہ کے لئے سامان مہیا کرنے سے عاجز نہیں۔ آپ مایوس نہ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے دل میں نذر مان لی ہے۔ آپ واپسی پر مجھ سے ملیں۔ چنانچہ ہم دوبارہ [illegible] تو انہوں نے کہا کہ مجھ کو کہا گیا تھا مجھے۔ شورہ ملا ہے رجوع بعد میں معلوم ہوا کہ ان کے والد بزرگوار کی طرف سے کہا تھا کہ کچھ رقم ابھی دیدوں۔ چنانچہ انہوں نے نصف نذرانہ دیدیا۔ حضور کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا گیا سردار صاحب کا خط آیا کہ بغیر کسی ظاہری سامان کے سولہ دن کے بعد ایک اور گزیٹڈ ملازمت مل گئی ہے (اور وہ ابھی تک اسپر فائز ہیں) اور یہ بھی تحریر کیا کہ کاش میں حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے پاؤں پر اپنا سر جھکا سکوں۔ یہ ایک ایسی کرامت ظاہر ہوئی ہے کہ جس کے سمجھنے سے میں بالکل قاصر ہوں اور یہ امر ہمیشہ میرے فہم سے بالا رہے گا۔ بعض عوائق کی وجہ سے وہ کچھ عرصہ بقیہ نذرانہ نہ دے سکے تب ان کی بیوی نے مجبور کر کے قادیان بھیجا اور کہا کہ نذرانہ بھی دیں اور معافی بھی طلب کریں۔ ان کی خدمت میں قرآن مجید انگریزی پیش کیا گیا۔ دوبارہ وہ اپنے بیٹے کو لے کر آئے اور معلوم ہوا کہ ان کے والد ماجد بھی (جو عدلیہ میں ایک اعلیٰ عہدہ پر رہے ہیں) قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ اور ان کی شدید خواہش ہے کہ کسی وقت قادیان آئیں۔

حضور اللہ تعالیٰ سے اس درجہ تعلق رکھنے والے بزرگ تھے جن کے متعلق حدیث نبویؐ میں ان الفاظ میں ذکر آتا ہے کہ رُبَّ اشعث اغبر لو اقسم علی اللہ لابرّہ۔ چنانچہ محترم سید عبدالرزاق شاہ صاحب نے سنایا کہ حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب اگست ۱۹۶۲ء کے قریب سخت بیمار ہو گئے۔ میں حضور کی خدمت میں بیٹھا تھا تو میری بھتیجی محترمہ مہر آپا صاحبہ (حرم محترم حضور) نے آہستہ سے تاکہ حضور نہ سن پائیں۔ میرے کان میں کہا کہ شاہ صاحب کے بچنے کی امید نہیں۔ حضور نے فرمایا کس کے بچنے کی امید نہیں۔ سید ولی اللہ شاہ صاحب کی۔ ہرگز نہیں۔ وہ خود میرے پاس چل کے آئیں گے۔ شاہ صاحب کی حالت ابتر ہو گئی تھی۔ انہیں لاہور ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ وہاں ایک دو دفعہ بستر سے گر پڑے۔ ایک دفعہ غذا کی وجہ سے حالت خراب ہو گئی۔ لیکن بار بار یاس کی حالت پیدا ہونے کے بعد صحت یاب ہو کر ربوہ آ گئے اور ابھی تک زندہ ہیں۔

خاص نصرت الٰہی

سیر روحانی والے سفر میں پہلے روز بمبئی پہنچے۔ تو حضور نے شام کا کھانا تناول فرمایا۔ مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اور بارہ بجے رات تک مجلس میں تشریف فرما رہے خاص نصرت الٰہی کا ایک واقعہ اس مجلس میں بیان فرمایا تھا۔ سر ایمرسن گورنر (متحدہ) پنجاب کا خاص ہاتھ احرار کی پشت پر یقین کیا جاتا تھا۔ اور اس مجلس احرار نے نہایت دیدہ دلیری سے جماعت کے خلاف فتنہ برپا کیا تھا۔ آریہ سکول کے قریب ایک جلسہ منعقد کیا تھا جس میں سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری وغیرہ رہنماؤں نے جماعت احمدیہ کے خلاف دل کھول کر زہر افشانی اور گندہ دہانی کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس موقعہ پر شدید خطرہ متوقع تھا اور سلسلہ کی طرف سے بیرون قادیان سے احباب کو حفاظت کی خاطر بلوایا گیا تھا۔ پنجاب سرکار نے حضور کو نوٹس دیا تھا کہ ان احباب کو قادیان نہ بلوایا جائے۔ اس سے اس موقعہ کی نزاکت اور سنگینی ظاہر تھی۔ پھر بعد میں احرار کی شرانگیزی کے نتیجہ میں حنیفا نام ایک فتنہ زادے نے برسر عام حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب پر لاٹھی سے حملہ کر دیا تھا۔ حکومت کا منشاء تھا کہ کسی طرح فساد شروع ہو تا کہ احمدی احباب پر ہاتھ ڈالنے کا موقعہ ہاتھ آئے۔ لیکن حضور نے نہایت سختی سے ہدایت دی تھی کہ خواہ کچھ ہو جائے جوش میں نہ آؤ۔ اور نہ از خود کوئی جوابی کارروائی کرو۔

حضور نے بیان فرمایا کہ سر ایمرسن بیمار ہو گئے اور چند ماہ کی رخصت پر انگلستان گئے اور کسی ڈاکٹر سے معائنہ کرایا۔ تو اس نے کہا کہ آپ کو فلاں مہلک مرض لاحق ہو گیا ہے۔ سو موت کی تیاری کریں۔ اور پنجاب واپس جانے کا خیال دل سے نکال دیں۔ چنانچہ سر موصوف نے استعفا دے دیا۔ پھر

(باقی صفحہ پر)

سیدنا محمودؓ — زندہ باد

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ

وصال آہ! وہ خبر جس کے سننے کے لئے کان تیار نہ تھے اور دل باور نہیں کرتے تھے مشیت ایزدی کے ماتحت منصۂ ظہور میں آ گئی ہمارے محبوب امام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کی صبح کو لاکھوں احمدیوں کو سوگوار بناتے ہوئے ہم سے ہمیشہ ہمیش کے لئے جُدا ہو گئے۔ ہم آپ کے انتقال پُر ملال پر بے حد مغموم و محزون ہیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ اور قلوب غم و اندوہ سے پُر ہیں۔ مگر ہماری زبانوں پر وہی الفاظ جاری ہیں جو خالق حقیقی کو پسند ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ وانا بفراقك یا محمودُ لمحزونون ؎

جُدا نے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

زندہ سیدنا محمودؓ! نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد میں سے تھے۔ بلکہ آپ وہ موعود فرزند تھے جن کے متعلق گذشتہ انبیاء کرام، اولیاء عظام اور سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارتیں دی تھیں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موعود فرزند المصلح الموعود یعنی خلیفہ اور زندہ خدا کی زندہ ہستی کا ایک زندہ ثبوت تھے۔ آپؓ کا مبارک عہد خلافت نصف صدی سے زائد عرصہ پر مشتمل ہے جو دینی، تبلیغی و تربیتی کارناموں سے بھرپور و معمور ہے۔ آپ اخلاق فاضلہ اور اوصاف حمیدہ سے متصف تھے۔ خدا داد صلاحیتوں اور استعدادوں کے مالک تھے۔ گو اب آپ ہم سے جدا ہو کر الٰہی بشارت "اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا وکان امراً مقضیاً" (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء) کے مطابق اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے ہیں۔ مگر آپ روحانی اعتبار سے ابدالآباد کے لئے زندہ ہیں ؎

تمہیں کہتا ہے مُردہ کون
تم زندوں سے زندہ ہو
تمہاری خوبیاں تا ہم
تمہاری نیکیاں باقی

وصال بھی صداقت دعویٰ پر مہر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات و بشارات میں مصلح موعود کو "عمر پانے والا" قرار دیا گیا ہے (تتمہ اشتہار) اور یہ عجیب عشق اللہ ق ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نرینہ اولادوں سے سب سے آخر میں حضور کا ہی وصال ہوا ہے۔ اور اس امر نے روز روشن کی طرح ثابت کر دیا ہے۔ کہ واقعی سیدنا محمودؓ ہی وہ موعود فرزند تھا۔ جن کو مصلح موعود اور "عمر پانے والا" قرار دیا گیا ہے۔

عزم عالی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی کا سینہ عشق الٰہی اور عشق محمدی سے معمور تھا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں ؎

ہے عشق خدا میں سخت ہی مخمور رہتا ہوں
یہ ایسا نشہ ہے جس میں کہ مردم چور رہتا ہوں
سنوں تو تجھ کو دیکھکر جاگوں تو تجھ پہ ہو نظر
موت سے دریغ اُس کا ہی انتظار تھا
لُٹا بھرنا کہ عشق الٰہی میں شادی
کیا دے گا خاک فائدہ آب بقا مجھے

نیز فرمایا ؎

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے
(کلام محمودؓ)

محبت الٰہی اور عشق محمدی کے جذبہ سے سرشار ہو کر آپ نے تبلیغ اسلام کو دُنیا کے کناروں تک پھیلانے کا عزم کیا۔ چنانچہ فرمایا ؎

پھیلائیں گے صداقت اسلام کچھ بھی ہو
جائیں گے ہم جہاں بھی کہ جانا پڑے ہمیں
پروا نہیں جو ہاتھ سے اپنے ہی اپنا آپ
حرف غلط کی طرح مٹانا پڑے ہمیں
محمودؐ کر کے چھوڑیں گے ہم حق کو آشکار
روئے زمیں کو خواہ ہلانا پڑے ہمیں

چنانچہ سریر آرائے خلافت ہونے کے ساتھ اس موعود اولوالعزم نے تبلیغ اسلام کا شاندار کام شروع کیا اور تقریباً ہر متمدن و معروف ملک میں تبلیغی مشنوں کا جال پھیلا دیا۔ ایک زمانہ تھا کہ عیسائی مغربی ممالک سے عیسائی منادا اور پادری تبلیغ عیسائیت کے لئے ہندوستان آتے تھے۔ مگر اس موعود ربانیؓ کے عہد مبارک میں تبلیغی حالات ایسے بدلے۔ کہ برصغیر ہندوستان سے اسلامی مبلغین نہ صرف مغربی ممالک میں بلکہ دُنیا کے ہر خطہ و علاقہ میں اسلام کا محبت بھرا پیغام لے کر پہنچے۔ اور ہر ملک میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی تبلیغی مساعی میں شاندار کامیابی عطا فرمائی۔ تاریک براعظم افریقہ بھی اسلام کے سورج کی کرنوں سے منور ہو کر جگمگا اٹھا تثلیث کدوں میں نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے۔ اور مخالفین اسلام۔ دامن اسلام سے وابستہ ہو گئے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور اس اولوالعزم امام کا کرشمہ تھا۔ اور ان تبلیغی کارناموں نے آپ کو زندہ جاوید بنا دیا ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاءُ۔

اور آنے والا بے لوث مؤرخ جب بھی ان تبلیغی کارناموں کے رقم کرنے کے لئے اپنا قلم اُٹھائے گا۔ تو وہ ہمارے محبوب امام رضی اللہ عنہ کی حیران کن قائدانہ صلاحیتوں، فہم و فراست، حسن تدبر، استقلال اور غیر معمولی تنظیمی دماغ کے بے شمار کارنامے دیکھ کر انگشت بدنداں ہو جائے گا۔

دُنیا میں تبلیغ اسلام کا ولولہ و جوش آپ کی زندگی میں جماعت کو اندرونی اور بیرونی فتنوں سے دوچار ہونا پڑا مخالفت و ابتلاء کے طوفانوں میں سے گذرنا پڑا۔ مگر اس اولوالعزم بیدار مغز کے سایہ تلے اور زیر قیادت کاروان احمدیت اپنے منزل کی طرف رواں دواں رہا۔ اور یہ فتنے احمدیت کی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ فتنے اور مخالفتیں آپ کے تبلیغ اسلام کے ولولہ اور جوش کو کم نہ کر سکیں۔ بلکہ ان ابتلاؤں نے سونے پر سہاگے کا کام دیا۔ اور ہر ابتلا کے تلے خدائی گنج زر پوشیدہ تھا۔ کیا احرار کا فتنہ "تحریک جدید" کے اجراء کا جو تبلیغ اسلام کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ باعث نہ بنا؟ یقیناً ہر فتنہ اور ابتلاء نے جماعتی نظام کو استحکام بخشا اور اشاعت اسلام کے جدید پروگرام کفر کے سب ملکوں پر جاری و ساری ہو گئے چنانچہ ۱۹۳۴ء میں آپ نے اپنے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر اعلان فرمایا کہ

"تم سارے مل جاؤ اور دن رات منصوبے کرو۔ اور اپنے منصوبوں کو کمال تک پہنچاؤ۔ اور اپنی ساری طاقتیں جمع کر کے احمدیت کو مٹانے کے لئے تُل جاؤ۔ پھر بھی یاد رکھو۔ تم سب کے سب ذلیل و رسوا ہو کر مٹی میں مل جاؤ گے اور خدا مجھے اور میری جماعت کو فتح دے گا۔ کیونکہ خدا نے مجھے جس راستہ پر کھڑا کیا ہے وہ فتح کا راستہ ہے اور جو تعلیم مجھے دی گئی ہے وہ کامیابی تک لے جانے والی ہے"

(خطبہ جمعہ ۲۴ مئی ۱۹۳۵ء)

چنانچہ عین انہی دنوں میں مسجد شہید گنج کے معاملہ میں احرار کی ملت فروشی کی قلعی کھل گئی اور وہ مسلمانوں کے شدید رد عمل کی تاب نہ لا کر راستے سے ہٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جیبوا استقلال پر حضرت فضل عمر رضہ کے ذریعہ جماعت کو "تحریک جدید" کا انعام دیا۔ جس کی بدولت آج احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔

الٰہی تقدیر سیدنا محمودؓ! وہ موعود فرزند تھے۔ جن کے متعلق بشارات الٰہیہ نے یوں خبر دی تھی کہ

"مظہر الاول و الآخر مظہر الحق و العلاء کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے۔ نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اُس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھے گا"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

آپ کی زندگی خدائی تائید و نصرت کا ایک مرقع اور کامیابیوں و کامرانیوں کا ایک مجموعہ ہے۔ آپ کو اپنے مقاصد عالیہ میں کامیابی اور متذکرہ بالا الٰہی "تقدیر" کے سلسلہ میں خدا تعالیٰ پر کامل بھروسہ و یقین تھا۔ چنانچہ آپ نے جلسہ سالانہ ۱۹۴۵ء کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

"میرے آخری سانس تک خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت کے لئے غلبہ اور ترقی اور کامیابی ہی مقدر ہے۔ اور کوئی الٰہی تقدیر کو بدلنے کی تاب نہیں ہو سکتا۔ اس بات پر خواہ کوئی ناراض ہو۔ شور مچائے۔ گالیاں دے یا بُرا بھلا کہے اس سے خدائی فیصلہ میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا یہ تقدیر مبرم ہے۔ جس کا خدا آسمان پر فیصلہ کر چکا ہے۔ جس طرح خدا کی بادشاہت کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے کلام اور اُس کے وعدہ کو کوئی شخص بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا۔" (الفضل ۲۲ جنوری ۱۹۴۶ء)

خوشکن انجام کی بشارت

اپنے اور بیگانے اس امر کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ سیدنا محمودؓ کے عہدِ خلافت میں جماعت نے دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں سے لگا یا ہوا پودہ ایک ایسا تناور درخت بن گیا۔ جس کی شاخیں براعظم یورپ، افریقہ اور ایشیا اور جزائر میں پھیل گئیں اس عظیم الشان کامیابی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۴۲ء میں آپ کے خوشکن انجام کی بھی بشارت دے دی جس کا ذکر آپ تفسیر کبیر جلد ششم میں فرماتے ہیں:۔

"یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے مجھے یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے کاموں کو پورا کرے گا اور میرا انجام نہایت خوشکن ہوگا۔ چنانچہ ۱۹۴۲ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً فرمایا:۔

"موتُ حَسَنٍ موتُ حَسَنٍ فی وقتٍ حَسَنٍ"

کہ حسن کی موت ایسے وقت میں ہو گی جو بہتر ہوگا۔ اس الہام میں مجھے حسنؓ کا بروز کہا گیا اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ذات کے ساتھ تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو پورا کرے گا اور میرا انجام بہتر انجام ہوگا۔ اور جماعت میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہوگی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔"

(تفسیر کبیر جلد ششم۔ تفسیر سورہ العلق ص۱۹)

چنانچہ آپ ایک کامیاب و بامراد زندگی گذارنے کے بعد بشارت الٰہی کے ماتحت ایک بہتر وقت یعنی ۸ر نومبر ۱۹۶۵ء بروز دوشنبہ کی صبح کو مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب ہماری زبانوں پر اپنے محبوب امام رضی اللہ تعالیٰ کے حق میں دل کی گہرائیوں سے یہ دعا نکلتی ہے کہ

اے جانے والے! تجھے تیرا ایک عہدِ خلافت مبارک ہو۔ کہ تُو نے اپنے امام و مطاع حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی امانت کو خوب نبھایا۔ اور خلافت کی بنیادوں کو ایسی آہنی سلاخوں سے باندھ دیا۔ کہ پھر کوئی طاقت اسے اپنی جگہ سے ہلا نہ سکے گی۔ جا۔ اور اپنے آقا کے ہاتھوں سے مبارک باد کا تحفہ لے۔ اور رضوانِ یار کا پیار پاکر جنت میں ابدی بسیرا کر۔ آمین ثم آمین۔

حضرت خلیفہ ثانی رضؓ کے وصال اور حضرت خلیفہ ثالث کے انتخاب کے متعلق

احباب کے ایمان افروز رؤیا وغیرہ

از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے مؤلف اصحاب احمد قادیان

(۱)

حضور مرحوم پر انکشاف بابت حضرت مرزا ناصر احمد صاحب

قبل ازیں ایک مضمون میں مَیں نے ذکر کیا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ پر یہ انکشاف ہو چکا تھا کہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ خلیفہ ثالث ہوں گے۔ لیکن حضور مرحوم نے اپنی تقاریر و خطبات اور کتب و اخبارات سلسلہ میں اس کا ذکر نہیں فرمایا۔ صرف شاذ کے طور پر ہی اس کا ذکر کیا ہے۔ والشاذ کالمعدوم۔ چنانچہ قادیان میں تقسیم ملک سے قبل ایک ربع صدی اور حضور کی خدمت میں چار سال تک رہنے اور مجالس میں حاضر ہونے کے باوجود خاکسار کو قبل ازیں اس کا علم نہیں تھا۔ اور چند سالوں کے بعد ہی صرف دو افراد ایسے نکلے ہیں جن کو اس کا علم ہے۔ اور حضور کے صاحبزادہ محترم مرزا وسیم احمد صاحب کو بھی اس کا علم نہیں تھا جس سے واضح ہے کہ حضور مرحوم نے اس امر کی تشہیر کبھی نہیں کی تھی۔ اور یہ امر ایمان کی زیادتی کا موجب ہے۔

(۱) مکرم ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب ساکن نیلا گنبد تحریر کرتے ہیں:۔

"ایک واقعہ اور ایک امانت

۔۔۔ کوئی چھتیس چھتیس سال پہلے کی بات ہے کہ وٹرنری کالج کے تین طالب علموں کو جن میں ایک یہ خاکسار بھی تھا حضور اقدسؓ سے شرفِ ملاقات کا ایک موقعہ حاصل ہوا۔ اثنائے گفتگو میں یکایک تسلسلِ کلام کرتے ہوئے حضور اقدس رضؓ نے فرمایا:۔

اسلام کی نشأۃ اولیٰ کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمانؓ میں شرم و حیا بے انتہا تھی۔ یہی حال میاں ناصر احمد صاحب کا ہے۔ اور یہ بھی مجسم شرم و حیا ہے۔"

(۲) محترم بھائی الٰہ دین صاحب شاہدرہ (صحابی درویش) نے سنایا کہ بعد تقسیم ملک ۱۹۴۷ء میں لاہور میں ایک مجلس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ نے فرمایا کہ جس نے آئندہ خلیفہ بننا ہے وہ تو ابھی قادیان ہے۔ حضور نے کسی کا نام نہیں لیا تھا۔ البتہ تب حضرت مرزا ناصر احمد صاحب قادیان سے ہجرت کر کے لاہور نہیں پہنچے تھے۔

(۲)

حدیث نبوی ہے کہ المؤمن یَریٰ و یُریٰ لہٗ کہ مومن کو خود رؤیا دکھائی جاتی ہے۔ اور اس کے متعلق دوسروں کو بھی رؤیا میں خبر دی جاتی ہے۔ اس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے بہت سے احباب جماعت کو حضورؓ کے وصال کے متعلق خبر دے کر گویا ایک رنگ کی تعزیت فرمائی ہے اور خلافتِ ثالثہ کی خبر دے کر گویا ایک رنگ کی تبریک فرمائی ہے۔ اور خلافتِ ثالثہ کی خبر دے کر گویا خوشخبری دی ہے تا ایسے زلزلہ افگن حادثہ کے وقت قلوب پر سکینت و طمانیت نازل ہو کر باعثِ ازدیادِ ایمان و ایقان ہو۔ ان میں سے حسب گنجائش فی الحال۔ سات واقعات پیش کی جاتی ہیں بقیہ پھر کسی وقت پیش کی جائیں گی:۔

(۱) اخویم شیخ داؤد احمد صاحب مقیم دارالذکر اپنے دادا حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کبیر مؤسس و مدیر مؤقر الحکم کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفہ سوم ہوں گے

(۲) اخویم میاں عبدالرحیم صاحب دیانت درویش بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے ابتدائے ۱۹۵۱ء میں دیکھا کہ کوئی میدانِ مناظرہ یا جلسہ ہے جس میں یہ شور اُٹھا اور ہر طرف سے آوازیں بلند ہوئیں کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب آرہے ہیں۔ یہ مٹی کے پیالوں میں احباب کو کھانا کھلاتا ہوں۔ اتنے میں مہاراجہ رنجیت سنگھ موصوف حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی صورت میں نہایت شاہانہ تمکنت و رکھ رکھاؤ سے تشریف لائے ہیں۔ آپ کی خدمت میں مٹی کے پیالہ میں دال روٹی پیش کر کے کھانے کے لئے کہا تو آپ نے میرے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ ہم آپ کی آمد پر بے حد مسرور رہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس بارہ میں مجھے ذیل کا خط رقم فرمایا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

مکرم میاں عبدالرحیم صاحب، درویش قادیان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا پوسٹ کارڈ مورخہ ۔۔۔ جس میں آپ نے اپنی خواب لکھی تھی سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی خدمت میں بغرض ملاحظہ بھجوایا گیا تھا۔ اس پر حضور ایدہ اللہ نے مندرجہ ذیل ارشاد نوٹ کر کے ارسال فرمایا ہے کہ "رنجیت سنگھ کے معنی فاتح کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور حافظ و ناصر ہے۔ آمین۔"

(دستخط) حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ۔

(۳، ۴) مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر (امور عامہ) نے کئی سال قبل دیکھا کہ انہیں سلسلہ کا کوئی اہم کام سپرد ہوا ہے اور یکایک حضرت خلیفہ ثانی رضؓ کے انتقال کی خبر موصول ہوئی۔ اور یہ خواب انہوں نے حضور کی مرض کی اطلاع آنے سے قبل مکرمہ کو سنائی تھی۔

آپ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۴۳ء میں خواب دیکھا کہ کسی عہدہ کا انتخاب ہونے والا ہے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو منتخب کیا گیا۔ لیکن کسی نے مخالفانہ آواز اٹھائی اور شور مچانا شروع کیا۔ آپ معصومیت کی وجہ سے حیران ہیں۔ میرا دل بھر آیا اور میں سجدہ میں گر کر دعا کرنے لگا کہ اے اللہ! یہ تیرے مسیح کا پوتا ہے۔ اگر اس میں کوئی بشری کمزوری ہے تو اسے دور فرما اور اسے اس عہدہ کے قابل بنا۔

(۵) مولوی منظور احمد صاحب گھنو کے فاضل درویش نے اکتوبر ۱۹۶۲ء میں دیکھا کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے فیصلہ کیا ہے کہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کا انتخاب بطور خلیفہ ہمیں منظور ہے

(۶) مسجد مبارک میں اعتکاف میں حکیم محمد سعید صاحب مقیم قادیان (سابق مبلغ سرینگر) نے دیکھا کہ شاہِ اسلام آرہے ہیں اور جب گھوڑے پر سوار آئے تو وہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب تھے۔

(۷) ملک محمد بشیر صاحب درویش بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب محترم ملک محمد ابراہیم صاحب لالہ موسیٰ ضلع گجرات سے گذشتہ مارچ میں قادیان آئے تھے۔ اور بعرصہ قیام دو ماہ میں بیت الدعا اور مسجد مبارک میں نہایت گریہ و زاری سے حضور مرحوم کی صحت یابی کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ انہوں نے اس عرصہ میں جو خواب دیکھی اور مجھے چار روز سنائی تھی (حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی) کو بھی سنائی۔ بیان کرتے تھے کہ ایک کمرہ میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ ہیں۔ ان سے دعا کی درخواست کی تو فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میرے بیٹھنے پر فرمایا کہ آپ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی خدمت میں دعا کے لئے خط لکھا کریں۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ پھر حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ میرا ہاتھ پکڑ کر دوسرے کمرے میں مجھے لے گئے۔ انہوں نے بھی میری درخواست دعا پر یہی جواب دہرایا۔ میں نے جواب دیا بہت اچھا۔ اور خواب ہی میں ان کی خدمت میں خط تحریر کرنے کی خواہش تیز ہو گئی۔ اور اس کی تعمیل میں والد محترم نے مجھ سے آپ کی خدمت میں تحریر کروایا جس میں لکھا کہ ایک خواب کی بنا پر یہ درخواست دعا کی ہے اور مجھے تاکید کی کہ اب میری عمر اکہتر سال ہے زندگی کا بھروسہ نہیں۔ اس لئے جب حضرت مرزا ناصر صاحب خلیفہ بن جائیں تو فوراً بیعت کر لینا۔

(باقی پھر)

قدرت ثانیہ کا تیسرا ظہور

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا وجود جس کے ذریعہ دنیا میں "قدرت ثانیہ" کا دوسرا ظہور ہوا۔ اور جس کے آئینہ زندگی میں خلق خدا اکیاون سال تک انہی تجلیات کا مشاہدہ کرتی رہی اس بلند پایہ شخصیت کا سانحہ ارتحال ہمیں اسرار الٰہیہ پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے

نئے دور کا آغاز

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رؤیا کشوف اور الہامات جس میں ایک عظیم المرتبت "پسر موعود" کی بشارت دی گئی ہے۔ آپ ہی اس کے مصداق کامل اور مظہر اتم تھے۔ سیاسی و مذہبی دنیا کا ایک دور جو بیسویں صدی کے اوائل سے شروع ہوا۔ آپ کی رحلت اس دور کے اختتام کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

یہی صدی ہے جس کے زلزلہ انگیز انقلابات نے اقوام عالم میں سیاسی و مذہبی بیداری کی۔ متحدہ ہندوستان اور دوسرے محکوم ممالک میں تحریک آزادی۔ مذہبی اداروں کا قیام۔ اور ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کے لئے جد و جہد یہ تمام قومی و ملی کوششیں جس بیسویں صدی کے اکیاون سالوں پر مشتمل ہیں۔ ملک کے قومی و مذہبی رہنماؤں نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ اسکی روشن اور غیر مبہم رپورٹ تو مستقبل کا مورخ ہی پیش کرے گا ہم لوگ جو زمانے کے ایک دور سے نکل کر دوسرے دور میں آنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ ابھی حساب و کتاب کے میدان میں ہیں۔ قضا و قدر کے فرشتوں نے ابھی تک نوع انسان کا اکیاون سالہ نامۂ اعمال ان کے ہاتھوں میں نہیں دیا ہے۔ اس لئے انسان اس وقت عدالت کے کٹہرے میں اس زیادی کی طرح کھڑا ہے جو حاکم وقت سے اپنے حق میں فیصلہ سننا چاہتا ہے۔ ساری دنیا اسی خیال سے "امید و بیم" کی حالت میں مبتلا ہے لیکن اس پر سمجھ لو کا اتفاق ہے کہ اب جزا و سزا کا وقت قریب آ گیا ہے ہماری جد و جہد کا ایک دور ختم ہو گیا۔ اب دوسرا دور شروع ہونے والا ہے

پہلی جنگ عظیم میں نئے جنگجو قوموں کو فنون حرب میں نئے نئے تجربے کرنے کی دعوت دی۔ پھر دوسری جنگ عظیم جس نے ان کو "بھاپ" اور بجلی کے دور سے نکال کر "ایٹمی دور" میں داخل کر دیا۔ ترقی کی اس دوڑ سے اقوام عالم کو جنگ کی ہلاکت آفرینیوں کا صحیح احساس ہو گیا۔ اب وہ سمجھتا ہے کہ اس کا ایک غلط اقدام دنیا میں قیامت برپا کر سکتا ہے۔ وہ انسان جس نے گھوڑوں تیروں۔ ناخنوں اور دانتوں سے جنگ کا آغاز کیا تھا ۱۹۱۴ء کی جنگ میں اس نے ایک نرالا روپ دھارن کر لیا۔ اور اس کے بعد اتنی ترقی کی کہ زمین پر بیٹھ کر چاند مریخ اور زہرہ کو چھونے لگا۔ لیکن آج وہ ترقی کی ان بلندیوں پر پہنچ گیا حیران ہے گردو کائنات کے ذرّے ذرّے سے پوچھتا پھرتا ہے کہ اب کیا ہوگا؟

مشیت الٰہی

ہم احمدی جو اس کارگاہ عالم میں دانائے راز کی حیثیت رکھتے ہیں ہمیں قدرت کے اشاروں کو سمجھنا چاہیئے۔ اور واقعات عالم کے ربط و تسلسل کو جاننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ آخر ایسا کیوں ہوا کہ جب ساری دنیا پر جنگ و جدل کا بادل چھایا ہوا ہے۔ اور ہر قوم اپنی داخلی و خارجی پالیسی پر نظر ثانی کر رہی ہے۔ ایسے وقت ہمارا وہ روشن دماغ "عالی گہر" رہنما ہم سے جدا ہو گیا؟ آخر یہ کیا "تقدیر الٰہی" ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک جتنے واقعات رونما ہوئے۔ اگرچہ وہ ایک سے ایک بڑھ کر تھے پھر بھی ان میں یک رنگی پائی جاتی ہے۔ مگر اب شاید ان واقعات کی شدت و نوعیت میں شدید تغیر رونما ہونے والا ہے۔ شاید اب وہ زمانہ آنے والا ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ

اب تو نرمی کے گئے دن اب خدا اک خشمگیں
کام وہ دکھلائے گا جیسے ستمگر نے کیا

یا پھر یہ زمانہ

چل رہی ہے نسیم رحمت کی
جو دعا کیجئے قبول ہے آج

یعنی زمانے میں خوش حال و بہار کی ایسی ہوائیں چلنے والی ہیں کہ جنت عالم کی تاریخ ایک نئے انداز سے مرتب کی جائے گی۔

جمالی صفات کا زمانہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ الہامات جو انذاری و تبشیری پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں ان میں بھی اس زمانے کی دو دوروں "میں تقسیم کی گئی ہے ایک زمانہ تو اس "فضل عمر" کا ہے۔ جس کے متعلق خدا نے کہا ہے کہ

"وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔
وہ اسیروں کی رستگاری کا باعث
ہوگا" وغیرہ

واقعی اس دور میں ہم سبھوں کو خدا کی "جمالی صفات" کا اتنا غلبہ نظر آیا کہ طاعون۔ زلزلہ۔ سیلاب اور جنگیں۔ ساری آفات اہل زمین پر نازل ہوئیں۔ مگر ان تمام عبرتناک لرزہ خیز آفات پر بھی آخر خدا کی "صفات جمالیہ" غالب آ گئیں۔ یعنی فوراً تخریب کے بعد تعمیر اور خرابی کے بعد ترقی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ دور حاضر کی تاریخ اس حقیقت پر شاہد ہے۔ اگر ایک طرف خدا نے طاعون بھیجی تو دوسری طرف ڈاکٹروں کو ایسی دوائیں بھی بتا دیں۔ جن سے طاعون کے جراثیم کو ہلاک کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی یہی حال دوسرے عذابوں کا ہے اگر سیلاب آئے تو سیلاب سے بچنے کے لئے "بند" باندھنے کا شعور بھی عطا کیا گیا۔ حتیٰ کہ جنگی دیوتاؤں نے "ہیروشیما" و "ناگاساکی" کو چشم زدن میں ویران کر کے چند ہی دنوں میں اس کی دوبارہ تعمیر بھی کر دی۔ یعنی اس دور میں خدا کے جلالی پر جمال اور قہر پر رحم کا غلبہ رہا۔ اور آبادی ہر ہر کے زندہ ہوتی رہی۔

قہری تجلیوں کا زمانہ

مگر آپ ہی کے الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر خدا کے بندے تائب نہ ہوئے تو زمین پر قہر الٰہی کی دوسری بجلی کوندنے والی ہے۔ جو اپنی شدت و نوعیت میں سب سے مختلف ہوگی حضرت مسیح پاک کی وہ پیشگوئی حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۲۵۶ پر شائع ہوتی ہے کیا وہ اپنی شدت و نوعیت میں دوسری انذاری پیشگوئیوں سے ممتاز نہیں۔ جس میں تو برصغیر ہند و پاک کے متعلق بھی کہا گیا ہے کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ ان میں ایسی تباہی کی خبر دی گئی ہے کہ نوح و لوط کا زمانہ آنکھوں کے سامنے پھر جائے گا۔ پھر آپ کا یہ الہام کہ زمین تہ و بالا کر دی۔ انی اتیلك مع الافواج بغتةً۔ لنگر اٹھا دو (تذکرہ ص ۵۴۲) یا آپ کا یہ ارشاد کہ

"آفتاب بہار کی صبح میں نمودار ہوگا اور خزاں کی شام کو غروب کرے گا" (تذکرہ ص ۵۹۸)

یہ کتنے لمبے ایام مصائب کی خبر دے رہے ہیں جو کہ آخری لول بہاری کے آخر دنوں تک یعنی مکمل چار مہینے خوف و وحشت کے ہوں گے۔ جس کی تشریح خود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اس پیشگوئی کی فرمائی ہے

"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"

اسی کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ کو "ایام تبلیغ" کا بھی انتظار ہے۔ جب وہ جماعت جیسے تپتے ہوئے دل اور جلتے ہوئے جگر کو ٹھنڈک نصیب ہوگی۔ یہ بھی بہار ہی کے دن ہوں گے۔

"پھر بہار آئی تو آئے "ثلج" کے آنے کے دن"

تفسیر ثلّۃ من الاولین

پھر ہم احمدیوں کو قرآن کریم کی آیت کریمہ "ثلّۃ من الاولین و ثلّۃ من الآخرین" کی وہ تفسیر بھی مدنظر رکھنی چاہیئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی ہے۔ یعنی ایک جماعت تو معائنہ عذاب سے قبل ایمان لے آئے گی اور دوسری جماعت معائنہ عذاب کے بعد ایمان لائے گی۔ اس میں بھی ایک نئے دور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ چونکہ اس سورہ کی ابتدائی آیات میں مومنوں کے ان دونوں طبقات کا اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔

ثلّۃ من الاولین و قلیل من الآخرین

یعنی ایک دور تو وہ ہوگا کہ لوگ نزول عذاب سے قبل تو ایمان لے آئیں گے مگر نزول عذاب کے بعد ان کی طبائع مسخ ہو جائیں گی۔ اور ان میں سے تھوڑے ہی لوگوں کو ایمان لانے کی توفیق ملے گی۔

جماعت احمدیہ کا ماضی اسی بات کی شہادت دے رہا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دور خلافت میں طرح طرح کی آسمانی و زمینی آفات کا ظہور ہوا۔ جنگیں ہوئیں ہولناک سے ہولناک زلزلے آئے۔ آتش فشاں پہاڑ پھٹے۔ سیلاب نے تباہی مچائی۔ مگر معائنہ عذاب کے بعد بہت کم لوگوں کو ایمان لانے کی توفیق ملی۔ اس وقت احمدیوں کی جو تعداد ہے۔ ان میں بھاری اکثریت پیدائشی احمدیوں کی ہے۔ اور آج بھی اللہ تعالےٰ جن لوگوں کو جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق دیتا ہے۔ ان میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے۔ جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ زندگی۔ قرآنی دلائل۔ پیشگوئیاں اور جماعت احمدیہ کی تنظیم و عملی سرگرمیاں دیکھ کر ایمان لاتے ہیں۔ ایسے احباب کی تعداد بہت ہی کم ہے جو کوئی عذاب الٰہی دیکھ کر ایمان لائے ہوں۔

مگر آپ نے اس آیت کی جو تفسیر فرمائی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ایک ایسا دور بھی آنے والا ہے۔ جب لوگ معائنہ عذاب کے بعد جوق در جوق سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوں گے حتیٰ کہ ان کی تعداد پہلوں کی تعداد کے برابر ہو جائے گی۔ اگر اس وقت حضرت مسیح پاک کے ماننے والوں کی تعداد بیس لاکھ ہوگی تو معائنہ عذاب کے بعد یہ تعداد چالیس لاکھ تک پہنچ جائے گی۔ علیٰ ہذا القیاس دن دونی رات چوگنی ترقی

ہوتی جائے گی۔ وہ "یدخلون فی دین اللہ افواجاً" کا دور ہوگا۔

ہم احمدیوں کو اس دور کا بہت شدت سے انتظار ہے اگرچہ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تبدیلیٔ مسارہ کا وہ وقت جماعت احمدیہ کے لئے امتحان و آزمائش کا وقت ہوگا۔ اس وقت جماعت میں بہت سے ناپسندیدہ عناصر اور مکروہ اشخاص بھی ہو جائیں گے۔ جس طرح سیلاب کے ساتھ ندیوں میں بہت سا کوڑا کرکٹ بھی بہہ جاتا ہے۔ اور نسیم بہار چمن میں سوکھے تنکوں اور خشک پتوں کا ڈھیر بھی لگا دیتی ہے۔

اس طرح جب ہم مشیت الٰہی کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو طبیعت استقرائی و بدائی طور پر اس طرف مائل ہوتی ہے کہ "قدرت ثانیہ" کا یہ تیسرا ظہور اسباب کی علامت ہے کہ خدا نئے دنیا میں ایک نیا دور شروع ہونے والا ہے۔ اور دنیا نئی کروٹ لینے والی ہے۔

دمدار ستارہ

انہی دنوں ہم ہر تو اہم تک بھارت کے افق پر روزانہ دمدار ستارے کا طلوع ہوتا بھی اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ ہم ستارہ پرست نہیں۔ نہ ہم جوتشیوں کی طرح ستاروں کی تاثیرات پر ایمان رکھتے ہیں۔ پھر بھی حقائق واقعات سے انکار نہیں کر سکتے۔ قوموں کا ایک لمبا تجربہ یہ بتاتا ہے کہ جب اس قسم کا کوئی دمدار ستارہ طلوع ہوتا ہے تو زمین پر نئے نئے واقعات ظاہر ہوتے ہیں۔ طاغوتی طاقتیں طغیانی و سرکشی میں اور دلیر ہو جاتی ہیں۔ اور روحانی طبیعتیں خدا اور رسول کی طرف اور مائل ہو جاتی ہیں۔ اور دونوں نے اپنے اپنے شر اعمال کے مطابق جزا و سزا پاتی ہیں۔ اور یہ ستارہ کرۂ ارض کے نصف حصہ مشرق و مغرب میں ہر جگہ نظر آیا ہے۔ اس لئے خیال ہے کہ اس کی تاثیر بھی عالمگیر ہوگی۔ اور بصفت اقلیم میں نئے دور کا آغاز ہوگا۔

موعود پوتا

ہم احمدیوں کو پہلے سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت میں ایک موعود پوتے کا انتظار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کو پانچوں فرزندوں کی بیعت و بشارت دی اور ان کی ولادت سے پہلے خبر دی۔ اور ان کی ذاتی صلاحیتوں اور استعدادوں سے بھی آگاہ کیا۔ اسی طرح اس نے آپ کو سنہ ۱۹۰۷ء میں ایک غلام "پوتے" کی بھی بشارت دی تھی۔ خدائے ذوالجلال نے آپ کو مخاطب کر کے یوں فرمایا:۔

انا نبشرک بغلام نافلۃ لک (تذکرہ صفحہ ۶۹۹/۷۴۶) ہم تجھکو ایک پوتے کی بشارت دیتے ہیں۔

اس الہام کے نیچے خود سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ میرا یہ پوتا میرے لڑکے "محمود" کے گھر پیدا ہوگا۔ اسی الہام کی روشنی میں جماعت احمدیہ کے اہل نظر علماء اس یقین سے بہرہ ور تھے کہ "قدرت ثانیہ" کا ظہور آپ کے اسی پوتے کی شکل میں ہوگا جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا "موعود لڑکا" ہے۔ یہ سچ ہے کہ اس عقیدے پر آج تک کسی نے زور نہیں دیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک خلیفہ کی موجودگی میں کسی دوسرے کی خلافت کا ذکر کرنا جماعت احمدیہ کے عقیدے اور روایات کے خلاف ہے۔ مگر دل سبھوں کے اس بات پر مطمئن تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد "ردائے خلافت" سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے ہی کو ملنے والی ہے۔ اور جب ۸ر نومبر کو جماعت احمدیہ کے ارباب حل و عقد نے آپ کو مسیح پاک کا تیسرا خلیفہ منتخب کیا تو یہ منشاء الٰہی ساری جماعت پر منکشف ہو گیا۔ اور انہیں معلوم ہو گیا کہ "قدرت ثانیہ" کا تیسرا ظہور دنیا میں ایک نئے دور کے آغاز کا اعلان ہے۔

موعود لڑکے کی صفات

ہمیں اس جگہ ذرا سنجیدگی سے ان اوصاف پر غور کر لینا چاہیئے۔ جو سنہ ۱۹۰۷ء کے الہامات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لڑکے کی صفات کے طور پر بیان کی گئی ہیں۔ ہمیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری نرینہ فرزند محترم صاحبزادہ میاں مبارک احمد رضی اللہ عنہ سنہ ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے انکے بعد آپ کے گھر کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ مگر اللہ تعالیٰ سنہ ۱۹۰۷ء میں آپ کو اور ایک لڑکے کی ولادت کی خوشخبری سناتا ہے۔ اور ان کی بہت سی صفات بیان کرتا ہے جیسے

"وہ دل کا حلیم ہوگا۔ اس کا نزول مبارک ہوگا۔ یا وہ صاحبزادہ میاں مبارک احمد کی شبیہ ہوگا اس کی آمد جماعت احمدیہ میں چلہ کی مانند ہوگی۔ وہ پاکیزہ دل ہوگا۔ وہ ذریت طیبہ میں سے ہوگا اور اس کا مقام خدا کے نزدیک حضرت یحییٰ کا مقام ہوگا۔

ان الہاموں کا متن یہ ہے

انا نبشرک بغلام حلیم. ینزل منزل المبارک. سنایا آمدن عیار مبارک. باد (تذکرہ صفحہ ۷۳۳)

یہ الہام اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء کا ہے۔ اس کے ایک ماہ بعد یعنی نومبر سنہ ۱۹۰۷ء میں اللہ تعالیٰ آپ کو مخاطب کر کے یوں فرماتا ہے:۔

سَاَھَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا
رَبِّ ھَبْ لِیْ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً
اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اسْمُہٗ
یَحْیٰی (تذکرہ صفحہ ۷۳۸)

ترجمہ: میں عنقریب تجھ کو ایک پاک دل غلام دوں گا۔ اے پروردگار مجھ کو پاک ذریت عطا کر۔ ہم تجھ کو ایک ایسے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا۔

بظاہر یہ الہام پڑھ کر ذہن اس طرف متبادر ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۰۷ء کے بعد بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کوئی نرینہ فرزند پیدا ہوا ہوگا۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ ۱۸۹۹ء کے بعد آپ کے گھر کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے جتنے نرینہ فرزند دیئے۔ ان کی سن ولادت یہ ہے:۔

محترم صاحبزادہ مرزا بشیر اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سنہ ۱۸۸۷ء

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ سنہ ۱۸۸۹ء

محترم صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنہ ۱۸۹۳ء

محترم صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنہ ۱۸۹۵ء

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنہ ۱۸۹۹ء

اس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سنہ ۱۹۰۷ء کے الہامات میں جس وجود کو آپ کا لڑکا ظاہر کیا ہے۔ در اصل وہ آپ کا وہی پوتا ہے۔ جس کی ولادت کی خبر سنہ ۱۹۰۷ء کے مذکورہ بالا الہام میں دی گئی ہے۔

فتح و ظفر کا دور

اگر ہم غور کریں تو "قدرت ثانیہ" کے تیسرے ظہور کی جو اہمیت حاصل ہے۔ اس طرف ۲۰ر فروری سنہ ۱۸۸۶ء کے اس معرکۃ الآراء اشتہار میں بھی اشارہ کیا گیا ہے جو صاحبزادہ مرزا بشیر اول اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بشارت پر مشتمل ہے۔ اس اشتہار کا ابتدائی حصہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرماتا ہے:۔

"میں تمہیں رحمت کا ایک نشان دیتا ہوں۔ اس کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا۔ اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو تیرے لئے مبارک کر دیا۔

۱۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے

۲۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔

۳۔ اور فتح و ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔

اس حصہ پیشگوئی کے آخری تین جملوں میں فرزند موعود کے تین اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ قدرت۔ رحمت اور قربت کا نشان

۲۔ فضل و احسان کا نشان

۳۔ فتح و ظفر کی کلید۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات اقدس میں یہ تینوں صفات جمع تھیں۔ ہم صدق دل سے آپ کے اس مقام و منصب پر ایمان رکھتے ہیں۔

لیکن اگر ہم ان اوصاف پر یکجائی نظر ڈالنے کی بجائے الگ الگ غور کریں تو ان کے مصداق ایک سے زائد بھی ہو سکتے ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ان تینوں جملوں میں تین ایسے وجودوں کے ظہور کی پیشگوئی کی گئی ہو۔ جن میں ان نشانات میں سے کسی ایک نشان کا غلبہ ہو۔

کلام الٰہی کا ظہر و بطن

کلام الٰہی کے معانی کو ایک ہی نشان نزول میں محدود کر دینا اہل نظر کا طریق نہیں۔ نہ یہ خداشناسی کا کوئی قاعدہ ہے۔ ایک ہی کلام کے کئی عوامل، محرکات اور مصداق ہو سکتے ہیں۔ ہم مقامات علم و عرفان میں ظاہر و باطن کے قائل ہیں۔

اس لئے اگر ہم یہ کہیں کہ ان تینوں جملوں میں تین الگ الگ اشخاص کا ذکر کیا گیا ہے۔ تو یہ استدلال غلط نہ ہوگا۔ محترم صاحبزادہ مرزا بشیر اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ قدرت، رحمت اور قربت کا نشان تھے اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فضل و احسان کے۔ رہ گئی فتح و ظفر کی کلید تو اس میں کسی آئندہ وجود اور آنے والے زمانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو جماعت احمدیہ کے لئے روز ازل سے مقدر ہے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی صاحبزادہ مرزا بشیر اول رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد "سبز اشتہار" میں تحریر فرمایا کہ

۲۰ر فروری کی پیشگوئی حقیقت میں دو سعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ

جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا۔
(سبز اشتہار صلا حاشیہ)

اس اشتہار میں محترم مرزا بشیر اول رضؓ کو پہلے جملے کا مصداق قرار دیا گیا ہے یعنی قدرت، رحمت اور قربت کا نشان۔ اور اس کے بعد کی عبارت کے مصداق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالے عنہ قرار دیئے گئے ہیں۔

تین اشخاص و تین ادوار

اس طرح ہم سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے استدلال کا تتبع کرتے ہوئے یہ کہنے میں حق بجانب ہونگے کہ ان تینوں الہاموں میں اللہ تعالےٰ نے تین اشخاص اور تین ادوار کا ذکر کیا ہے پہلا دور میاں بشیر اول رضؓ کا تھا۔ جو استعداد اور روحانی میں بہت بلند مقام رکھتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے تو ان کے متعلق یہاں تک کہ

جاءک النور۔ وھو افضل منک (تذکرہ صلا ۱۵۶)

یہ دور اگرچہ بہت مختصر تھا۔ مگر ان کی ولادت جماعت احمدیہ کے لئے رحمت کا پیغام تھی۔ وہ خدا کی طرف سے پیکر رحمت بنکر نمودار ہوئے تھے۔

دور فضل

دوسرا دور جو فضل و احسان کا دور تھا۔ جیسے خود خدا نے یوں بیان کیا۔ اس کے ساتھ فضل ہے۔ اس کا آغاز حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے عہد خلافت سے ہوا۔ آپ کا ۵۱ سالہ دور خلافت اس حقیقت پر شاہد و ناطق ہے۔ خدا کا فضل و احسان زندگی بھر آپ کے ساتھ رہا۔ اللہ تعالےٰ نے ایک کشف میں بھی بتایا کہ آپ کو تمام مشکلات و آفات سے نجات محض خدا کے فضل و رحم کے ذریعہ ہوگی۔ خود آپ کو اللہ تعالےٰ کے فضل و احسان پر اتنا بھروسہ تھا کہ رفتہ رفتہ ان الفاظ کو آپ کی ذات کے ساتھ ایک دائمی خصوصیت حاصل ہو گئی۔ حتیٰ کہ آپ جب کوئی اہم تحریر لکھتے یا کوئی مشکل کام شروع کرتے تو یہی فرماتے کہ

"خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ"

یعنی یہ کہ آپ کا دور خدا کے فضل و رحم کا دور ہے نیز اس جملے میں یہ معنے بھی مخفی ہیں کہ آپ کا دور صاحبزادہ بشیر اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دور رحم پر بھی مشتمل ہے۔ اور خدائی سلسلے میں ہمیشہ یہی ہوتا آیا ہے کہ آنے والا خلیفہ اپنے پیشرو کے انعامات کا وارث ہوتا ہے۔

دور فتح و ظفر

اس طرح جب ہم ان جملوں کے معانی و مظاہر کی تعیین کرتے ہیں تو خود بخود یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ "قدرت ثانیہ" کا تیسرا ظہور، فتح و ظفر کا دور ہوگا۔ "اے مظفر تجھ پر سلام"۔

اگرچہ اس دور خلافت کی تاریخ ابھی مستقبل کے پردوں میں لپٹی ہوئی ہے مگر بعض صراحت یا اشارے ایسے تھا جو الہام الٰہی میں پائے جاتے ہیں۔ ان کے پیش نظر اس عہد خلافت سے جماعت احمدیہ کی بڑی بڑی توقعات وابستہ ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ اس روشن مستقبل کی طرف ہماری راہنمائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ الہامات کرتے ہیں جن میں جماعت احمدیہ کو فتح و ظفر کا مژدہ سنایا گیا ہے۔

ملک شام والی پیشگوئی

میرے نزدیک آپ کی وہ پیشگوئی جو ملک شام کے مرکز جنگ ہونے اور ایک موعود لڑکے کے ظہور سے متعلق ہے۔ بہت زیادہ قابل غور ہے بالعموم طور پر جماعت کے شمار یہ یقین کرتے آرہے ہیں کہ اس پیشگوئی میں "موعود لڑکا" سے مراد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ذات بابرکات ہے مگر ذرا گہری توجہ اور "دقت نظر" سے اس پر غور کیا جائے تو بعض نئے معانی کی تعیین بھی ہوتی ہے۔ ملک شام جو عرب میں ہے حضرت مصلح موعود رضؓ کے عہد خلافت میں کبھی مرکز جنگ نہیں بنا پہلی جنگ عظیم میں نہ دوسری جنگ عظیم میں۔ البتہ وہاں کبھی کبھی علاقائی بدامنی و بغاوت یا داخلی انقلاب ضرور ہوا ہوگا۔ اگر ہم محض دستے سے تعلق کی بنا پر جنگ کی باریک سے باریک اسباب و علل کا پتہ لگانے بیٹھ جائیں۔ اور پھر ان کا بڑے بڑے اسباب سے تعلق جوڑ کر کہیں کہ دراصل ملک شام ہی مرکز جنگ تھا تو ہمارا یہ فعل تکلف و طول امل سے خالی نہیں ہوگا۔

جنگ شام اور موعود لڑکا

پھر ایک مشکل یہ ہے کہ الہام کا سیاق و سباق یہ بتاتا ہے کہ جب تک ملک شام مرکز جنگ نہیں بنے گا۔ آپ کا وہ لڑکا موعود نہیں ہوگا۔ اگر اس جگہ "موعود لڑکا" سے مراد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ذات اقدس ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جب "ملک شام" مرکز جنگ بنے گا تب آپ کے خدام کو معلوم ہوگا کہ آپ ہی وہ "مصلح موعود" ہیں۔ اس سے پہلے جماعت احمدیہ آپ کے مقام و منصب سے واقف نہیں ہوگی۔ حالانکہ یہ بات بداہتہ غلط ہے۔ جماعت احمدیہ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو عہد طفلی سے ہی آپ کو مصلح موعود مانتی چلی آرہی ہے۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو ۲۰ر جنوری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں آپ کے متعلق یہ لکھیں کہ

"تعجب نہیں کہ یہی لڑکا "موعود لڑکا" ہو۔" (تذکرہ صلا ۱۴۷)

اور جماعت کا فرزان برادر مومن طبقہ آپ کے اس ارشاد پر شک و شبہ ظاہر کرتا رہے۔ امر حق تو بالکل اس کے برعکس ہے۔ جماعت احمدیہ نے کبھی آپ کے مقام و منصب پر شبہ نہیں کیا اگر "ملک شام" کرۂ ارض کے جغرافیہ سے غائب ہو جاتا تب بھی یہ جماعت دل و جان سے آپ کو مصلح موعود مانتی۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب۔

لیکن اگر ہم اس پیشگوئی کو خلافت ثالثہ کے عہد تک ممتد و دراز مانیں اور یہ کہیں کہ اس میں فتح و ظفر کے ایک نئے دور کی خبر دی گئی ہے تو اس کی تعیین مصداق میں ہر قسم کے تکلف سے نجات مل جاتی ہے اس کی پیشگوئی میں جو صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانی سے مروی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مجموعہ الہامات تذکرہ کے صفحہ ۷۹۵ پر مذکور ہے۔ اسکو بار بار پڑھنے اور پھر جماعت احمدیہ کے داخلی واقعات اور زمانے کے سیاسی و دفاعی حالات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی میں تین ادوار کا ذکر کیا گیا ہے پہلا دور تو وہ ہے جب جماعت میں تفرقہ و اختلاف رونما ہوگا۔ اور بندگان ہوا و ہوس جماعت سے کٹ جائیں گے پھر یہ جماعت "کشتی نوح" کی طرح چند دنوں تک آفات و حوادث کے ہاتھوں تھپیڑے کھانے کے بعد اس "جودی" پر برقرار ہو جائے گی۔ جس کا نام "قادیان" ہے اور یہاں سے دنیا کو خدا کے فضل و احسان کا مژدہ سناتی رہے گی۔

سرگزشت احمدیت

کیا اسی طرح تاریخ احمدیت میں واقعات رونما نہیں ہوتے؟ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعد جماعت میں ایک گروہ خوارج کا ظہور ہوا۔ اس نے ہر طرف ریشہ دوانیاں کیں کہ کسی طرح یہ جماعت بارگاہ خلافت سے منحرف ہو جائے۔ اور تسبیح کے دانوں کی طرح ادھر ادھر بکھر جائے۔ مگر خدا نے محض اپنے فضل سے اس جماعت کو ان زہروں سے محفوظ رکھا۔ اور منافقوں کی ریشہ دوانیوں کو ناکام کر دیا۔ اور یہ ملیان جو جماعت احمدیہ کا مرکز تھا، جماعت کی حفاظت و حرمت کا ضامن نہیں۔ جماعت احمدیہ کا یہ قبیلہ دور کی بات گرچہ کوئی پوشیدہ نہیں۔ ہنوز قافلوں کا منزل پر ہونا رہا مگر بالآخر خدا نے اس کی حفاظت و سیادت کے لئے اپنے آپ کو پردہ غیب سے ظاہر کیا۔ اور یہ جماعت اسی اولوالعزم مصلح موعود کے دور خلافت میں قدم قدم پر عزت و سرخروئی سے ہمکنار ہوتی رہی

جمعیت اعداء کا زوال

اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ وہ گذرا ہوا دور اب جلد واپس نہیں آسکے گا گروہ غیر مبائعین جمعیت احرار، جماعت اسلامی، مجلس تحفظ ختم نبوت۔ ان میں سے کوئی ایک بھی اب پہلا جیسا فتنہ برپا نہیں کر سکیں گی۔ خدا نے ان کے دست و بازو اور بال و پر کاٹ ڈالے ہیں۔ اب زمانہ میں ایسے تغیرات برپا ہو رہے ہیں کہ ان چھوٹی چھوٹی جماعتوں کی کوئی قدر و قیمت باقی نہیں رہے گی۔ سیاست اور جنگ کا اژدہا ان تمام فتنوں کو کھا جائے گا۔ اس وقت قوموں کا یہ حال ہوگا کہ جماعت احمدیہ کو "ہدف مخالفت" بنانے کی بجائے ان کو اپنی اپنی فکر دامنگیر ہوگی۔

غرض مصلح موعود کے دور خلافت تک یہ جماعت بہت سے غموں سے نجات حاصل کر چکی ہوگی۔ اور میدان ترقی میں ایک لمبی جست لگانے کے قابل ہو چکی ہوگی۔ جماعت احمدیہ میں "قدرت ثانیہ" کا تیسرا ظہور اسی مقصد کی تکمیل کے لئے ہوا ہے۔ میرے اس استدلال میں کوئی اغلاق باقی نہیں رہتا اگر پیشگوئی پڑھتے وقت یہ بات ذہن میں رہے کہ ملک شام والی پیشگوئی میں "موعود لڑکا" سے مراد آپ کے وہ بشیر پوتے ہیں جن کا ۱۹۰۶ء اور ۱۹۰۷ء کے الہامات میں ذکر کیا گیا ہے

ملک شام کی تشریح

رہ گئی یہ بات کہ ان دنوں ملک شام مرکز جنگ ہوگا تو درست یہ ہے کہ قدرت ثانیہ کا تیسرا ظہور ٹھیک اس وقت ہوا جب ملک شام مرکز جنگ بن گیا۔ یہ ایک نکتۂ معرفت ہے جس پر غور و فکر کرنے سے علم و عرفان میں حیرت انگیز ترقی ہوتی ہے۔

یہ بات کتنی بصیرت افروز ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زندگی بھی اتنی دراز ہوگی کہ آپ کی عمر کے آخری حصے میں شام مرکز جنگ بنا۔ یا یوں کہئے کہ "شام" اس وقت مرکز جنگ بنا جب قدرت ثانیہ کے تیسرے ظہور کا وقت قریب آگیا۔

قرآنی محاورات

وہ لوگ جو خدائی محاورات، استعارات و تمثیلات سے واقف کار ہیں۔ جانتے ہیں کہ کلام الٰہی میں صفاتی طور پر ایک شخص کو دوسرے کا ظل بروز اور مثیل کہا جاتا ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت موسےٰ علیہ السلام کے مثیل تھے۔ امتِ محمدیہ بنی اسرائیل کی مثیل ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام عیسےٰ ابن مریم کے مثیل ہیں۔

اسی طرح وہ مقامات جو شعائر اللہ ہیں جیسے مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصےٰ۔ پر وہ مقام ان کا ظل و بروز کہلاتا ہے۔ جہاں ان کے مقاصد کی تکمیل یا اشاعت کی جاتی ہے۔ اس لئے دنیا کی تمام مسجدیں ان مساجد ثلٰثہ کی ظل ہیں۔ اور قادیان "حرم کعبہ" کا ظل ہے۔ لہٰذا ظلی طور پر ان کو ان مساجد کا نام دیا جا سکتا ہے

ٹھیک اسی طرح ملک شام جو "ارض انبیاء" کہلاتا ہے۔ جہاں بنی اسرائیل اور انبیاء بنی اسرائیل کے بہت سے مقدس آثار ہیں۔ دنیا کا وہ ملک ظلی طور پر "ملک شام" کہلائے گا جہاں اس قسم کے آثار پائے جاتے ہیں۔

کشمیر

اب اگر ہم کشمیر کے جغرافیائی، طبعی، قومی و تاریخی حالات کا جائزہ لیں تو یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ "کشمیر" ملک شام کا "نقش ثانی" ہے۔

یہاں کا جغرافیہ اور محل وقوع بالکل ملک شام جیسا ہے۔ یہ ملک بھی پہاڑوں، جنگلوں، سبزہ زار دل اور آبشاروں کے لئے اس طرح مشہور ہے۔ جیسے ملک شام۔ یہاں بھی پھل پھلواریوں کی ویسی ہی بہتات ہے۔ جیسے ملک شام میں۔ اس پر مستزاد یہ کہ اس کے پہاڑوں اور وادیوں کے نام بھی ملک شام کے ناموں کی مانند ہیں۔ پھر جس طرح ملک شام میں بنی اسرائیل آباد تھے۔ اسی طرح کشمیر میں بنی اسرائیل آباد ہیں۔

اس کے علاوہ کشمیر کو "ملک شام" کہنا یوں بھی درست ہے کہ اس کا کوئی پرانا نام ہم کو معلوم نہیں۔ ڈھائی تین ہزار برس پہلے یہ بالکل غیر آباد اور ویران علاقہ تھا بنی اسرائیل نے اپنی دربدری کے بعد اسکو آباد کیا۔

[illegible] کہ یہاں کشمیریوں سے پہلے کوئی اور [illegible]م آباد تھی۔ تاریخی طور پر یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔ لہٰذا اس اصول کے ماتحت کہ جس طرح قوم وطن کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ اسی طرح وطن بھی قوم کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ جیسے "بھارت" کو ہندوستان کہا جاتا ہے۔ اسی طرح برصغیر کا یہ خطہ بھی اسی قوم کی طرف منسوب ہوا۔ جس نے آباد کیا تھا۔ اور وہ کشمیر کہلایا جس کے معنے "ریشل ملک شام" کے ہیں یعنی یہ علاقہ اس قوم کا وطن ہے جو شامی الاصل ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نکتے کی خوب وضاحت فرمائی ہے۔

ملک شام یا کشمیر

غرض کشمیر ملک شام کا مثیل ہے۔ لہٰذا اسی کو "ملک شام" کہنا درست ہوگا۔ اور اس پیشگوئی میں جو کہا گیا ہے کہ جب شام مرکز جنگ ہوگا۔ اس وقت میرا لڑکا موعود ہوگا۔ اس میں کشمیر کی موجودہ صورت حال کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور یہ سب کو معلوم ہے کہ جب "قدرت ثانیہ" کا جب [illegible] ظہور ہوا۔ ان دنوں کشمیر مرکز جنگ تھا۔

روس میں جماعت احمدیہ کی قبولیت

اب رہ گیا پیشگوئی کا اگلا حصہ تو ہم بڑی طاقتوں کی سیاست گری اور ملک کی اندرونی حالت دیکھ کر نہایت وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ جب کشمیر میں امن و امان قائم ہوگا تو سلسلہ عالیہ احمدیہ دنیا کی بساط پر ایسے مہرے کا کردار ادا کرے گی جس کہ بااقتدار طبقوں میں بھی یہ جماعت مقبول ہو جائے گی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی بھی ہے کہ

میں اپنی جماعت کو "رشیا" میں ریگ کی مانند دیکھتا ہوں۔

(تذکرہ صفحہ ۸۱۰)

یہ پیشگوئی اسی دور سے متعلق ہے جب سلاطین جماعت احمدیہ میں داخل ہوں گے اور وہ زمانہ اس 'موعود لڑکے' کا ہوگا۔ یا ان کے جانشین کا جن کا اس پیشگوئی میں ذکر کیا گیا ہے۔

تین کو چار کرنیوالا

اب ذرا اس طرف آئیے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں یہ جملہ جو ہے کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" کیا "قدرت ثانیہ" کے تیسرے ظہور سے اس متشابہ جملے کا مفہوم متعین نہیں ہوتا؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جملے کے متعلق تو یہی فرمایا ہے کہ اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے۔ لیکن جب ہم قدرت ثانیہ کا تیسرا ظہور دیکھتے ہیں تو اس کا مفہوم متعین کرنے کی توفیق مل جاتی ہے۔

یعنی اس الہام میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے صلب مبارک سے ایک موعود لڑکا پیدا ہوگا۔ جو اپنے باپ اور دادا دونوں کی طرح مبشر و موعود ہوگا۔ اس طرح ان مقدس اشخاص کی تعداد چار ہو جائے گی جنہیں خدائے ذوالجلال نے احمدیت کا "لیلیٰ جلیل" بنایا ہے یعنی

۱۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۲۔ محترم صاحبزادہ مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۳۔ محترم صاحبزادہ مرزا شریف احمد رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۴۔ سیدنا محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

اس میں تو کسی کو شبہ ہی نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مبشر اولاد کو "نسل سیدہ" "پنجتن پاک" اور "بنیاد اسلام" قرار دیا ہے۔ اور اب اس میں کسی احمدی کو شبہ نہ ہوگا کہ آپ کے پوتے حضرت میاں ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث بھی نہیں ہوں گے بلکہ وہ موعودوں کے زمرے میں ہیں۔ اس طرح سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے "تین کو چار کر دیا" اور آپ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام پوری آب و تاب کے ساتھ پورا ہو گیا کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" فالحمد للہ علیٰ ذالک

مجھے یہ مضمون لکھتے لکھتے جو یہ تفہیم ہوئی۔ اس پر میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔

مقام محمود

اب کہ خدا کی طرف سے قدرت ثانیہ کا تیسرا ظہور ہو چکا ہے۔ آثار الٰہی سے معلوم ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ "مقام محمود" پر پہنچ چکی ہے۔ اور اب یہ دعا کرنے کا وقت آگیا ہے کہ

رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا

اس کا قرینہ یہ ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "مقام محمود" کی بشارت دیتے "کی بشارت کے چند ہی روز بعد اللہ [illegible] ہے۔ اس لئے اب جماعت احمدیہ مقام محمود پر فائز ہونا چاہیئے۔

اصحاب احمد اور منشاء الٰہی

جن دنوں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا وصال ہوا۔ میں قادیان میں تھا۔ وہاں جب خلافت ثالثہ کے انتخاب کی خبر آئی تو محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت قادیان نے ایک عجیب نکتہ بیان کیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب کس طرح منشاء الٰہی کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ فرماتے تھے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ساتھ اللہ تعالےٰ کا یہ کیسا مشفقانہ سلوک ہے کہ اس نے ہمیشہ اپنی مخفی در مخفی حکمتوں کے ذریعہ اس جماعت کو تباہ کن اختلاف و افتراق سے بچایا۔ پہلے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ہی اس نے حضرت مولانا عبد الکریم صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنے پاس بلا لیا۔ ورنہ آپ بھی ان دو فرشتوں میں سے ایک تھے جن کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نزول ہوا۔ اس طرح جب خلافت اولیٰ کے انتخاب کا وقت آیا تو جماعت احمدیہ نے متفقہ طور پر حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا "خلیفہ اول" منتخب کر لیا۔ اگر اس وقت مولانا عبد الکریم زندہ ہوتے تو ممکن تھا ان کی وجہ سے کسی کو ٹھوکر لگ جاتی۔

اس کے بعد جب خلافت ثانیہ کے انتخاب کا وقت آیا تو اگرچہ اس وقت خوارج کے ایک گروہ نے مزاحمت کی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے خود اپنے فضل سے اسکی تدبیریں ناکام بنا دیں۔ اور آپ کا انتخاب بھی متفقہ طور پر ہوا۔

اس کے بعد خدا کی یہ حکمت دیکھتے ہیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی زندگی میں ان کے دونوں بھائی خدا کو پیارے ہو گئے۔ اگر اس وقت ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی زندہ ہوتے تو بہت ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو حقیقی مستحق خلافت کا شناخت کے بارہ میں اشکال پیش آتی۔۔۔۔

[illegible] نے جماعت پر رحم کیا۔ اور یہ موقعہ فراہم کیا کہ جماعت یک جہتی و اتفاق سے خلافت ثالثہ کے لئے کسی کو منتخب کر سکے۔ واقعی مولوی صاحب موصوف کی یہ بات بڑی معرفت افزا ہے اور منشاء الٰہی کے سمجھنے میں بڑی مدد دیتی ہے۔

خلافت اور مصالح عامہ

اس جگہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ خلافت کا تعلق قوم کے 'مصالح عامہ' سے ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ اس شخص کو خلیفہ منتخب کرتا ہے جس کے ساتھ قوم کے مفادات وابستہ ہوتے ہیں۔ اور اس میں کیا کلام کہ اس وقت جماعت احمدیہ کے مصالح عامہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت سے جس طرح وابستہ ہیں کسی اور سے نہیں۔ اس لئے اسی خاندان کے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ایک غیر فانی یادگار تحریک جدید

از جناب شیخ عبد الحمید صاحب عاجزؔ بی۔اے ناظر بیت المال قادیان

مالی قربانی کی اہمیت اور اسلام کا دور اول

قرآن مجید کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے جو صفت متقیوں کی بیان فرمائی ہے اس میں یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقناھم ینفقون۔ کے الفاظ میں اُن ذمہ واریوں کا خلاصہ بیان فرمایا گیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں پر عائد ہوتی ہیں یعنی متقی وہ ہیں جو ایک طرف تو خدا تعالیٰ کی محبت میں اس کی عبادت کو پورے طور پر بجا لاتے ہیں۔ اور نماز کو قائم کرتے ہیں۔ اور دوسری طرف اپنے خدا داد رزق کو دین کی خدمت میں صرف کرتے ہیں۔ گویا کہ دینی شعبہ الکل کا نصف حصہ اللہ نے مالی قربانی اور انفاق فی سبیل اللہ کو قرار دیا ہے۔ پھر

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔

کی آیت میں نیکی کا اعلیٰ مقام حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انفاق فی سبیل اللہ کو لازمی قرار دیا ہے۔

عقلاً بھی سلسلہ علل و اسباب کے ماتحت ہر کام کو چلانے کے لئے مال کی ضرورت ہوتی ہے۔ خدمتِ دین کے اہم بنیادی رکن تبلیغ، تعلیم و تربیت اور تنظیم ہیں جن کی آگے کئی شاخیں ہیں اور ان سب کاموں کے لئے جاری اخراجات کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام کی جماعتیں اپنے اپنے وقت میں قربانیاں پیش کرتی چلی آئی ہیں۔ آنحضرت صلعم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں صحابہ کرام اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے جس رنگ میں خدمت اسلام کے لئے اپنی جانیں اور اپنے مال پیش کئے اور اپنے اخلاص اور ایثار کا ثبوت دیا وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اور اس کا اعتراف آج اسلام کا بڑے سے بڑا دشمن بھی کرنے پر مجبور ہے۔ اس وقت غرباء کی امداد، غلاموں کو آزاد کرنے، سامانِ حرب اور دیگر قومی ضروریات کے لئے جب کبھی اور جس قدر بھی مال کی ضرورت پیش آئی آنحضرت صلعم کے ادنیٰ اشارہ پر صحابہ کرام بلا توقف اور بلا شرط پورا کرنے میں ایک روحانی لذت اور بالیدگی محسوس کرتے رہے اور ہمیشہ اس خیال سے بے نیاز ہو کر قربانی کرتے کہ آنے والے کل میں ان کو کیا مشکل پیش آئے گی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُن کی قربانیوں کو نوازا اور تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ایک مختصر سے عرصہ میں عرب کے بادیہ نشین اور دنیاوی علوم و فنون سے بے بہرہ دنیا کے معلم اور مربی بن گئے۔ اور اسلام کو وہ کامیابی اور ترقی نصیب ہوئی۔ جس کی مثال کسی اور جگہ ملنی محال ہے۔

اس زمانہ میں انفاق فی سبیل اللہ کی تحریک

اسلام کے دور اول کے عروج اور روحانی و ظاہری شان و شوکت کے بعد جب مسلمان آہستہ آہستہ اپنے فرائض سے غافل ہو کر بے راہ روی کا شکار ہو گئے۔ اور مسلمان کہلانے والے اسلام کی حقیقی روح سے بے خبر ہو گئے اور ان کی عملی حالت خواب ہو گئی تو ان پر زوال اور تاریکی کا زمانہ آیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں اور پیشگوئیوں کے مطابق دینِ اسلام کے احیاء کے لئے اس زمانہ میں قادیان کی مقدس سرزمین میں اپنے مسیح پاک کو مبعوث فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تیرہ سو سال کے بعد پھر اسلام کی سربلندی اور سرفرازی کا بیڑہ اُٹھایا اور زندہ خدا کے وجود کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور دنیا میں ایک روحانی اور اخلاقی نظام کو قائم کرنے کے لئے اپنے ماننے والوں کو صحابہ کرام کی سی قربانیاں کرنے کی تحریک فرمائی۔ اور بتایا کہ میری راہ پھولوں کی سیج نہیں ہے بلکہ یہ کانٹوں کی راہ ہے جو ان کانٹوں پر چل کر ان گنت قربانیاں کرنے کو تیار ہو وہ میری رفاقت کرے اور وہ لوگ جو قربانی اور مشکلات سے گھبرانے والے ہوں وہ ابھی سے میرا ساتھ چھوڑ دیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”خدا کی رضا کو تم پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر، اپنی عزت کو چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے لیکن اگر تم تلخی اُٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث قرار دیئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔“

انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت کو مستحضر کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:۔

”اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو کوئی میری موجودگی اور میری زندگی میں میرے منشار کے مطابق میری اغراض میں مدد کرے گا میں امید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہو گا اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہو گا۔ اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ثواب حاصل کرنے اور امتحان میں صادق نکلنے کا یہ موقعہ دیا ہے۔ مال سے محبت مت کرو کیونکہ وہ وقت آتا ہے کہ اگر تم مال نہیں چھوڑتے تو وہ تمہیں چھوڑ دے گا۔“

پھر فرمایا:۔

”میں یقیناً جانتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک ہی دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے وہ اپنا مال صرف اسی مال کو نہیں سمجھتا جو اُس کے صندوق میں بند ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزائن کو اپنے خزائن سمجھتا ہے اور امساک اس سے اس طرح دور ہو جاتا ہے جیسا کہ روشنی سے تاریکی دور ہو جاتی ہے۔“

نظام نو کی بنیاد

یحی الدین ویقیم الشریعۃ کے عظیم الشان کام کو مستحکم بنیادوں پر قائم کر کے اسلام کی ترقی اور ایک نئے روحانی نظام کی تعمیر کے لئے خدائی الہام کے ماتحت ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وصیت کے نظام کو قائم فرمایا۔ اور ہر مخلص احمدی کو اس میں شامل ہونے کی پُر زور تاکید فرمائی تا احمدیت کی ترقی اور وسعت کے ساتھ ساتھ جماعت کا قومی فنڈ بھی مضبوط ہوتا چلا جائے اور اس فنڈ سے نہ صرف تبلیغ و اشاعت دین کی بشارت نمایاں طور پر پوری ہو بلکہ یہ نظام آئندہ دنیا کی تمدنی، اقتصادی اور معاشرتی بہبودی کے لئے بھی سنگِ بنیاد کا کام دے سکے۔

اس نظام کی افادیت اور اہمیت اس جہت سے بآسانی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ اگر تمام دُنیا احمدیت کے جھنڈے تلے جمع ہو کر اس نظام کو اپنا لے اور ہر شخص اپنی ماہوار آمدن اور جائداد کا ۱/۱۰ حصہ اس فنڈ میں ادا کرے تو کسقدر کثیر رقم جمع ہو کر خدا کے فضل سے جماعت کی ہر قسم کی ضروریات پورا کرنے کے علاوہ تمام دنیا کی اقتصادی پریشانیوں اور مشکلات کا حل کر سکتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غریب اور مختصر جماعت نے صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے حضور علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہا اور قابلِ رشک مالی قربانی کا مظاہرہ کیا۔ چنانچہ خود آپ کی زندگی میں احمدیت کا پیغام نہ صرف ہندوستان کے مختلف علاقوں میں پھیل گیا تھا بلکہ بعض بیرونی ممالک میں بھی تبلیغ اسلام کے مرکز قائم ہو چکے تھے۔

> ”ہر وہ شخص جو تحریک جدید میں حصہ لیتا ہے، وصیت کے نظام کو وسیع کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اور ہر شخص جو نظام وصیت کو وسیع کرتا ہے۔ وہ نظام نو کی تعمیر میں مدد دیتا ہے۔“
>
> حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے باون سالہ دور میں بلکہ اس سے بھی بہت پیشتر حضور علیہ السلام سے عہد کو زندہ رکھنے کا جو مقدس عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تھا اسے کمال وفاداری کے ساتھ آخر دم تک پورا کر دکھایا۔ آپ نے اپنے آرام اور صحت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی عمر عزیز کے ہر لمحہ کو اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا۔ آپ نے تبلیغ و اشاعت، تعلیم و تربیت اور جماعتی تنظیم اور مالی استحکام کے کاموں کو جس حکیمانہ طریق سے چلایا اور ان تمام شعبوں کی ترقی اور نشوونما کو اپنی ذاتی نگرانی اور سرپرستی کا مرہون منت بنایا۔ وہ دنیا کے اسلام کی تاریخ میں کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے جماعتی ضروریات کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر احمدی کے لئے نظام وصیت میں شامل ہونا ایمان کی کم از کم علامت قرار دیا۔

تحریک جدید کا آغاز

مگر چونکہ تمام دنیا کو وصیت کے نظام میں شامل کرنے کے لئے غیر معمولی جدوجہد، ایک لمبی اور مسلسل کوشش اور وقت کی ضرورت ہے اور یہ کام تمام دنیا میں احمدیت کی تبلیغ سے ہی سرانجام دیا جا سکتا ہے۔ اس لئے نظام وصیت کی تکمیل کے روز کو قریب تر لانے کے لئے حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے نومبر ۱۹۳۴ء کو الٰہی نصرت اور اشارہ کے ماتحت تحریک جدید کی عظیم الشان تحریک کا اعلان فرمایا۔ تا اس کے ذریعہ سے جماعت کی فوری مالی ضرورت کو پورا کر کے بیرون ممالک میں جلد از جلد تبلیغ اسلام کے کام کو وسیع کیا جا سکے۔

تحریک جدید کے مالی جہاد کے آغاز سے قبل اگرچہ بہت کچھ کام ہو رہا تھا۔ اور ہندوستان کے مختلف حصوں کے علاوہ دنیا کے بعض بیرونی ممالک میں بھی احمدیت کا پیغام پہنچایا جا چکا تھا۔ لیکن یہ کام محدود تھے۔ کیونکہ بیرونی ممالک میں تبلیغی ضروریات۔ جماعت کے عام مالی وسائل کے مقابل پر بہت زیادہ تھیں۔ اور اس کمی کو محسوس فرماتے ہوئے حضور رضی اللہ عنہ نے جماعت کے سامنے تحریک جدید کے انیس مطالبات پیش کر کے جماعت پر بہت بڑا احسان فرمایا۔ حضور رضی اللہ عنہ کے پیش فرمودہ مطالبات پر عمل پیرا ہو کر ایک غریب سے غریب احمدی بھی اپنے اخراجات میں کفایت کر کے ضروریات کے لئے کچھ نہ کچھ بچا سکتا ہے ایک سادہ کھانا۔ سادہ لباس۔ زیورات میں کمی۔ بیکاری سے بچنا۔ سینما نہ دیکھنا۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالنا۔ حقیر سے حقیر کام کرنے میں عار محسوس نہ کرنا۔ خدمت خلق۔ رخصت کے ایام دینی کاموں کے لئے وقف کرنا۔ اور بیرونی ممالک میں تبلیغ اسلام کے [illegible] جاری رکھنے اور وسعت دینے کے لئے علیحدہ چندہ دینا اس مبارک تحریک کے اہم اصول مقرر فرمائے۔

جس طرح سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک نئے روحانی نظام کو وصیت کے ذریعے مضبوط، دائمی اور ہمیشہ رہنے کے جاری فرمایا۔ تا تبلیغ اسلام کے بڑھتے ہوئے کاموں میں مدد مل سکے چنانچہ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"ہر وہ شخص جو تحریک جدید میں حصہ لیتا ہے وصیت کے نظام کو وسیع کرنے میں مدد دیتا ہے جو نظام وصیت کو مدد دیتا ہے وہ نظام نو کی تعمیر میں مدد دیتا ہے جب وصیت کا نظام مکمل ہوگا تو صرف تبلیغ ہی اس سے نہ ہوگی بلکہ اسلام کے منشاء کے ماتحت ہر فرد بشر کی ضرورت کو اس سے پورا کیا جا سکے گا۔ اور دکھ اور تنگی کو دنیا سے مٹا دیا جائے گا۔"

نیز فرمایا:-

"تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہمارے پاس ایسی رقم جمع ہو جائے گی جس سے خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا کے کناروں تک آسانی اور سہولت سے پہنچایا جا سکے۔ تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تا کچھ افراد ایسے میسر آ جائیں جو اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے وقف کر دیں اور اپنی عمریں اسی کام میں لگا دیں۔ تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے تاکہ وہ عزم و استقلال ہماری جماعت میں پیدا ہو جو کام کرنے والی جماعتوں کے اندر پیدا ہونا ضروری ہے ...... اللہ تعالیٰ نے یہ اسکیم میرے دل پر نازل کی اور میں نے اسے جماعت کے سامنے پیش کر دیا۔ پس یہ تحریک میری نہیں۔ خدا تعالیٰ کی نازل کردہ تحریک ہے۔ میں اللہ تعالیٰ پر ہی اس تحریک کی تکمیل کو چھوڑتا ہوں کہ یہ کام اسی کا ہے اور میں صرف اس کا ایک حقیر خادم ہوں۔ لفظ میرے ہیں لیکن حکم اسی کا ہے"

پھر فرمایا:-

"گو اس تحریک میں شامل ہونا اختیاری ہوگا لیکن جو شخص شامل ہونے کی اہلیت رکھنے کے باوجود اس خیال کے ماتحت شامل نہیں ہوگا کہ خلیفہ نے شمولیت کو اختیاری قرار دیا ہے وہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں یا مرنے کے بعد اگلے جہان میں پکڑا جائے گا ...... میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرہ بھی رکھتا ہے میری اس تحریک پر آگے آئے گا اور وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا۔ اس کا ایمان کھویا جائے گا"

تاریخی پس منظر اور تحریک جدید کی کامیابی

۱۹۳۴ء کا سال جس میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کا آغاز فرمایا۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اس لحاظ سے بھی ایک خاص اہمیت رکھتا ہے کہ یہ سال احرار کے عروج اور اس کی بے پناہ شورش اور مخالفت کا دور تھا جبکہ احرار کے زیر اثر حکومت کے بعض افراد بھی جماعت کو نقصان پہنچانے پر تلے ہوئے تھے [illegible] کی ایک منظم سازش کے ماتحت قادیان میں احرار کانفرنس کے نام پر اشتعال انگیزی کی مہم چلا کر قادیان کے امن کو برباد کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ اور احراری لیڈر یہ دعوے کر رہے تھے کہ قادیان (نعوذ باللہ) کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی۔ مگر اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مسجد اقصیٰ میں اعلان فرمایا اور جماعت کو تسلی دی کہ گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

"میں دیکھتا ہوں کہ احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکل رہی ہے ہمارے متعلق نقصان کے دعوے کرنے والے خود خدا کے قہر کا شکار ہو کر ختم ہو جائیں گے مگر احمدیت کا قافلہ ہمیشہ آگے کی طرف بڑھتا رہے گا۔"

چنانچہ دنیا نے دیکھا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں احرار کو مسجد شہید گنج کے معاملہ میں ایسی ذلت و رسوائی اٹھانی پڑی کہ ان کی تمام طاقت اور عزت خاک میں مل گئی۔

تحریک جدید کی الٰہی تحریک کا آغاز بظاہر اس کمزوری اور بیکسی کے زمانہ میں ہوا۔ اور مخلصین جماعت نے اپنے مقدس امام آقا کی آواز کا جس جذبہ اور جوش کے ساتھ عملی طور پر خیر مقدم کیا وہ ہر سوچنے اور غور کرنے والے کے لئے ہمارے موعود خلیفہ رضی اللہ عنہ اور جماعت احمدیہ کی صداقت کا ایک زندہ نشان ہے۔

پہلے سال جماعت سے صرف ستائیس ہزار روپے کی اپیل کی گئی اور یہ مطالبہ بھی تین سالوں میں پورا کرنے کی شرط تھی گویا کہ تین سالوں کے لئے ہر سال نو ہزار روپے سالانہ کا مطالبہ تھا لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے سال میں ہی ایک لاکھ روپے کے وعدے ہو گئے اور وصولی ایک لاکھ دس ہزار روپے ہوئی۔ اور جماعت نے یہ ثابت کر دیا کہ ہمارے قدم گذشتہ انبیاء علیہم السلام کی جماعتوں کے مطابق آگے بڑھنے والے ہیں۔ دوسرے سال میں ایک لاکھ تیس ہزار روپے کے وعدے موصول ہوئے اور یہ رقم ہر سال بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ دسویں سال جماعت کا وعدہ تحریک جدید تین لاکھ روپے کا تھا۔ اس ابتدائی دس سالہ دور کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۴۴ء میں تحریک جدید کے دفتر دوم کا اجراء فرماتے ہوئے جماعت کے نوجوانوں کو اس میں شامل ہونے کی خصوصی تحریک فرمائی اور اس تحریک کو انیس سالوں تک چلانے کا فیصلہ فرمایا۔

جب یہ دور ختم ہو گیا تو تحریک جدید کے نظام کو ایک مستقل حیثیت دیتے ہوئے حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

"ہمارے ایمان اور اخلاص کا تقاضہ

یہ ہے کہ یہ تحریک ہمیشہ جاری رہے"!

اب تک تحریک جدید کی قربانی کے ذریعہ سے دنیا کے مختلف ممالک میں اسلام کا جو کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے اس کا تفصیلی تذکرہ میرے اس مضمون کا منشا نہیں ہے۔ لیکن ایک بات جس کی طرف توجہ دلانی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ آج سے تیس چالیس سال قبل جو مغربی مستشرقین اور مخالفین اسلام، اسلام کے متعلق متعدد غلط فہمیوں کی بنا پر بُرے تاثرات رکھتے تھے۔ اب جماعت احمدیہ کی تبلیغی جدوجہد کے نتیجہ میں ان کے خیالات میں ایک نمایاں تبدیلی پیدا ہو چکی ہے۔ اور وہ اسلام کی خوبیوں کو سوچنے، ان پر غور کرنے اور ان کو کافی حد تک تسلیم کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ اور یہ بات یقینی ہے کہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ دنیا غیر ارادی طور پر اسلامی اصولوں کی فوقیت ماننے پر آمادہ ہو رہی ہے۔

خود ہندوستان میں جسے قدیم آریہ تہذیب کا علمبردار سمجھا جاتا ہے۔ طلاق کی ضرورت اور ورثہ میں عورتوں کے حقوق کو اپنایا جا رہا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کے مطالبات میں جن دیگر باتوں کو بیان فرمایا تھا آج مختلف قومیں اور حکومتیں ان کی ضرورت کو تسلیم کر کے انہیں اپنی ترقی کے پروگراموں کا لازمی حصہ قرار دے چکی ہیں۔ مثلاً:۔

وقارِ عمل، اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی تحریک عام چلائی جا رہی ہے۔ شادی بیاہ کے موقعہ پر زیورات کو کم کرنے کی تحریک۔ کھدر وغیرہ کی تحریک۔ لباس و خوراک میں سادگی اور متعدد دیگر کی تحریکات جن پر آج ہمارے ملک میں زور دیا جا رہا ہے۔ تحریک جدید کے بیان فرمودہ ارشادات کے لازمی حصے ہیں۔

تحریک جدید کے انتظام کے ماتحت بیسیوں ممالک میں تبلیغی مراکز کا قیام، مساجد کی تعمیر، قرآن مجید کے متعدد زبانوں میں تراجم اور دنیا کی ہر زبان میں سلسلہ کا لٹریچر اور اخبارات کی اشاعت کے وسیع کام ایسے ہیں جن کی غیر معمولی افادیت ہمارے مخالفین پر بھی مسلّم ہے

حرفِ آخر اس وقت ہم تحریک جدید کے بتیسویں سال میں سے گزر رہے ہیں۔ اور اب تک اس تحریک پر عمل کرنے کی برکت سے جو نتائج سامنے آ چکے ہیں۔ وہ اس قدر نمایاں ہیں کہ اپنے مقصد میں کامیابی کے متعلق ہمیں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ اور جب کامیابی یقینی طور پر نظر آ رہی ہو تو پھر کوشش میں کوتاہی نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ یقین ایک ایسی چیز ہے جس سے روحانی بشاشت پیدا ہو کر اخلاص، قربانی اور ایثار کی راہیں آسان ہو جاتی ہیں۔

تحریک جدید کی جملہ شرائط دراصل اسلامی نظام اور تعلیم کا ایک مکمل لائحہ عمل ہے اور ایک جامع خاکہ ہے جو موجودہ زمانہ کے تقاضوں کے ماتحت خدائی تقدیر کے ماتحت حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے نظام وصیت کی تکمیل کے لئے جماعت کے سامنے پیش کر کے ایک بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ اگرچہ حضور رضی اللہ عنہ آج جسمانی طور پر ہم سے جدا ہو گئے ہیں مگر وہ روحانی طور پر زندہ ہیں اور یقیناً زندہ رہیں گے۔ کیونکہ ان کا روحانی ورثہ اور تحریک جدید کا روحانی شاہکار زندہ ہے۔ اس نعمت کی قدر کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ اور اپنے اس محسن اور پیارے امام رضی اللہ عنہ کو بہترین خراج عقیدت پیش کرنے کا واحد طریق یہی ہے کہ ہم حضور کے جاری فرمودہ نظام تحریک جدید میں پہلے سے بڑھ کر حصہ لیں اور اگر ماضی میں ہم سے کوئی کوتاہی اور سستی ہوئی ہے تو اب اس کا ازالہ کر کے قدر شناسی کا ثبوت دیں

ہمارے سپرد ایک بہت بڑا کام ہے تمام دنیا کی اصلاح کا کام۔ تمام دنیا میں زندہ خدا کو پیش کرنے کا کام۔ ہمارے ذرائع محدود ہیں۔ ہم کمزور اور ناتواں ہیں۔ اگر ہم اپنی بساط کے مطابق ذرائع کو بروئے کار لا کر اپنی کوشش کو پوری حد تک پہنچا دیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو وہ اپنے فضل سے ہماری حقیر کوشش میں برکت ڈال سکتا ہے کیونکہ وہ سب طاقتوں کا مالک خدا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ ہم اپنی اہمیت اور حیثیت کو سمجھ کر جدوجہد کریں۔ اور یہ یقین رکھیں کہ خدا تعالیٰ کے وعدے سچے ہیں۔

بالآخر مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے اپنے مسیح پاک کی جماعت کو بے سہارا نہیں چھوڑا اور اپنے وعدوں کے مطابق ہمارے اندر نظام خلافت کو قائم کر رکھا ہے۔ اور اپنے منشاء کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبشر پوتے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کو آئندہ جماعت احمدیہ کی قیادت کے لئے چنا ہے۔ ہم سب کا فرض ہے کہ ہم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ساتھ اپنی مخلصانہ اور رضاکارانہ وابستگی قائم کر کے ان کی ہدایت کے مطابق خدماتِ دینیہ بجا لائیں۔ اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل اور اپنی بے شمار تائیدات سے اس عہدِ سعادت میں جماعت کو آن گنت ترقیات سے نوازے۔

آمین۔

وہ خدا میرا جو ہے جوہر شناس

(بقیہ صفحہ ۳)

میں بود و باش کریں گے۔

(تریاق القلوب صفحہ ۶۰)

عجیب بات ہے کہ ملکی تقسیم کے وقت احمدیت کے دائمی مرکز قادیان سے احمدیوں کی اکثریت کو یہاں سے جانا پڑا تو جماعت کے ایک حصہ کو باوجود ناموافق حالات کے خدا تعالیٰ نے مقامات مقدسہ کی آباد رکھنے اور ان کی خدمت بجا لاتے رہنے کی توفیق دی۔ انہیں مقدس مقامات میں بہشتی مقبرہ ہے۔ جہاں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مزار ہے۔ اور اس طرح ان لوگوں کو ایک پہلو سے حضور کی ہمسائیگی میں بود و باش اختیار کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جبکہ ملکی حالات کی تبدیلی سے باقی دنیا کے احمدی باوجود اس تمنا رکھنے کے اس سعادت سے محروم ہیں۔ یہ تو جماعت کے ایک خاص طبقہ کا حال ہے۔ جنہیں اصحاب الصفہ میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا لیکن ہر ایک کے اپنے اپنے حالات ہوتے ہیں۔ بعض لوگ مخصوص حالات کی مجبوریوں کے باعث گو عملی طور پر ایسی خدمات سے معذور ہوتے ہیں۔ لیکن اپنے دلی خلوص اور محبت اور پاکیزہ نیات کے لحاظ سے عند اللہ اسی مقام اور درجہ کے حق دار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث نبوی میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے جبکہ ایک دفعہ حضور ایک غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے تو حضور نے مجاہدین کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"اے لوگو! مدینہ میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو گو عملی طور پر تمہارے ساتھ شریک جہاد اسلام میں شامل نظر نہیں آتے لیکن اجر الثواب کے لحاظ سے وہ ہر مرحلہ پر وہ تمہارے ساتھ شریک ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو معقول عذر اور مخصوص حالات کے باعث اس عملی خدمت سے معذور ہو گئے ہیں لیکن اپنی نیک نیت اور خلوص اور فدائیت کے جذبہ کے لحاظ سے کسی سے بھی پیچھے نہیں!"

یہی حالت بیرون قادیان رہنے والے مخلصین کے دلوں کی ہے ایسے مخلصین کو حضور سے محبت اور عقیدت کسی صورت میں کم نہیں تھی۔ چنانچہ حضور کی حیات طیبہ میں ایک نہایت ہی ایمان افروز واقعہ کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"ایک دفعہ حضور لاہور تشریف لائے اور جماعت کے چند نوجوانوں نے باہم مشورہ کیا کہ جس طرح دوسری قوموں کے لیڈر بڑے بڑے لیڈر جب یہاں آتے ہیں تو قوم کے نوجوان خود گاڑی کھینچتے ہیں۔ اسلئے گھوڑوں کی بجائے آج ہم حضور کی گاڑی کو خود کھینچیں گے۔ اس کے مطابق کوچوان کو گھوڑے الگ کر دینے کو کہا جب حضور باہر تشریف لائے تو فرمایا کہ گھوڑے کہاں ہیں؟ نوجوانوں نے اپنی خواہش بتائی اور پھر وہ پروگرام عرض کیا۔ فرمایا۔ فوراً گھوڑے جوتو "ہم انسان کو حیوان بنانے کے لئے" دنیا میں نہیں آئے ہم تو حیوان کو انسان بنانے کے لئے آئے ہیں۔"!!

اللہ اللہ کیا پاکیزہ خیالات ہیں خدا کے مسیح کے۔ ایک طرف مامور وقت کے لئے فدائیت اور عقیدت مندی کا پُر خلوص مظاہرہ ہے تو دوسری طرف مسیح وقت کے روحانی تربیت کے انداز کا پتہ چلتا ہے کہ ایسے جذباتی وقت میں مسلّم روحانیت کا قدم جادہ اعتدال سے نہیں ہٹا بلکہ حضور کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ایک ہی فقرہ نے فدائیوں کے دل جیت لئے اور انسانیت کا درجہ بلند کر دیا۔!!

جماعت احمدیہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائیدات

از مکرم مولانا محمد ابراہیم صاحب [illegible] قادیان

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت مسیح ناصریؑ پر یہ بات ظاہر فرما دی کہ ان کو ملک شام سے نکلنا ہوگا اور ان قبائل کی طرف جانا ہوگا جو بخت نصر سے ملک کنعان سے باہر جلا وطنی کی زندگی گذار رہے ہیں۔ تو اُنہوں نے یہود کے نشان مانگنے پر یہ جواب دے دیا کہ تمہیں یونس نبی والا نشان دکھایا جائے گا اور تم مجھے صلیب پر مارنے میں کامیاب نہ ہو سکو گے میں یونسؑ کی طرح صلیب پر سے زندہ اتروں گا۔ ان کے سامنے اشاروں کنایوں میں ہجرت کی طرف بھی اشارہ کر دیا۔ اس پر ان میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ اور وہ ایک دوسرے کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے یہ کہنے لگے کہ یہ کہاں چلا جائے گا کیا ان کے پاس جائے گا جو یونانیوں میں جا بجا رہتے ہیں اور یونانیوں کو تعلیم دے گا۔ یہ کیا بات ہے جو انہوں نے کہی ہے کہ تم مجھے ڈھونڈو گے مگر نہ پاؤ گے۔ اور جہاں میں ہوں تم نہیں آ سکتے۔“ (یوحنا باب ۷ آیت ۳۳ تا ۳۶)

ایک دوسرے موقع پر انہوں نے اپنے حواریوں سے فرمایا۔

”میں تمہیں یتیم نہ چھوڑوں گا۔ میں تمہارے پاس آؤں گا تھوڑی دیر باقی ہے کہ دنیا مجھے پھر نہ دیکھے گی مگر تم مجھے دیکھتے رہو گے۔“

(یوحنا ۱۴: ۱۸-۱۹)

اس میں حضرت مسیحؑ نے تین باتیں بتائی تھیں

(۱) کہ میں تمہارے پاس نہ رہوں گا بلکہ تم سے جدا ہو جاؤں گا اس طرح تم میرے بعد گویا یتیم رہ جاؤ گے

(۲) یہ بتایا کہ میں تمہارے پاس آؤں گا جس سے ان کا اشارہ اس امر کی طرف تھا کہ خدا تعالیٰ میرے بعد ایک اور شخص کو کھڑا کر دے گا اور وہ میرا قائمقام ہوگا۔ جیسا کہ آگے فرمایا کہ وہ میرے بعد آ کر ساری سچائی کی باتیں تمہیں بتائے گا۔

(۳) یہ بتایا کہ میرے چلے جانے کے بعد دنیا مجھے پھر نہ دیکھے گی اور میرے دیدار سے محروم ہو جائے گی مگر تم مجھے دیکھتے رہو گے کیونکہ میں تمہارے ساتھ رہوں گا یعنی میری تعلیم تم میں موجود رہے گی۔ میری دعائیں تمہارے ساتھ ہوں گی الٰہی تائیدات جو میرے شامل ہیں وہ میرے بعد میری جماعت کے بھی شامل حال رہیں گی اور وہ ترقی کرتی چلی جائیں گی اس لئے میری جدائی کے ذکر سے گھبراؤ نہیں خدا تعالیٰ تمہاری تسلی کے سامان پیدا کرتا رہے گا اور رحم الٰہی تائیدات اور نصرت و حمایت دیکھو گے وہ آپ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں بے سہارا نہ چھوڑے گا اسلئے میری باتوں و حکموں پر عمل کرتے رہو اور ہمت سے کام کرو اور خدا کا پیغام لوگوں کو پہنچاؤ اور ان کو بتاؤ کہ خدا کی بادشاہت جلد آنے والی ہے۔ چنانچہ حواریوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے مفوضہ کام بہت ہمت و جواں مردی سے سرانجام دیا۔ مسیح کے قول سے ان کے دلوں کو اطمینان حاصل ہو گیا۔ اور وہ قربانیاں کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ غرضیکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ الٰہی جماعتوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائیدات و مدد و نصرت غیر معمولی طور پر شامل ہوتی ہے اور وہ ان کو ڈھارس دیتی اور آگے بڑھاتی اور کامیابیوں کی طرف لے جاتی ہے اور وہ جن کے دل غمگین اور پریشان حال ہوتے ہیں وہ تسلی پاتے ہیں۔ اور اپنے اندر غیر معمولی قوت عمل دیکھتے ہیں۔ وہ تائیدات الٰہیہ اس وقت تک ان کے شامل حال رہتی ہیں جب تک کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو جاتے اس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے اسلام کی تائیدات کے لئے ایک سلسلہ قائم کیا ہے حضرت مسیح موعودؑ کو بھیجکر اپنی منشاء کو پورا کرنا چاہا ہے مگر حضرت مسیح موعودؑ ایک وقت تک اس کام کو جاری کر کے اپنے مولیٰ سے جا ملے۔ تو خدا تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے آپ کا قائم مقام کھڑا کر دیا۔ اور غیر معمولی طور پر سلسلہ کی ترقی کے لئے سامان پیدا کر دیئے اور اپنی تائیدات و مدد سے اسے آگے بڑھایا۔ اب پھر جماعت کا امام اس سے جدا ہو گیا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے فوراً ہی اپنے فضل و کرم سے اس کی جگہ پر کر دی ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیا ہے اور ایک ہاتھ پر سب کو جمع کر کے اس کے شیرازہ کو بکھرنے سے بچا کر اسے استحکام عطا کر دیا ہے۔ اب بھی اس کی تائیدات حسب سابق جماعت کے ساتھ شامل حال رہیں گی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ خود اپنی پیدا کردہ جماعت اور اپنے لگائے ہوئے پودا کو یونہی رائیگاں چھوڑ دے وہ ضرور اس کی مدد کرتا رہے گا اور دلوں میں سکینت و قوت عمل پیدا کرے گا اور جماعت کو بیش از بیش قربانیوں کے لئے خود تحریک کر کے اس کو اُٹھائے گا اور ایسے ایسے سلطان پیدا کرے گا جن کو آج کوئی انسان سمجھ بھی نہیں سکتا۔ اس کی تائیدات آسمان سے بھی ظاہر ہوں گی اور زمین سے بھی وہ آسمان سے بھی برسائے گا اور زمین سے بھی اُگائے گا۔ وہ اپنے سلسلہ کو نہیں چھوڑے گا۔ جبتک کہ اسے اس کے آخری نقطہ تک نہ پہنچا لے وہ دلوں میں قوت پیدا کرے گا اور ان کو تحریک کرے گا کہ وہ اس کے لئے آمادۂ عمل ہوں اور اپنے تن من دھن سے اس پر نثار ہوں وہ خود اپنے الہام و رؤیا صالحہ و کشوف کے ذریعہ سے دلوں کو مستعد بنائے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام ہے ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء کہ خدا تعالیٰ خود لوگوں کے دلوں میں آپ الہام کرے گا اور وہ آپ کی مدد کے لئے دوڑے چلے آئیں گے۔ اسی طرح اس نے آپ فرمایا ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ ایک لحاظ سے یہ تبلیغ دنیا کے کناروں تک جا پہنچی ہے۔ اب اسے مزید بڑھانے کی ضرورت ہے اس ضرورت کو بھی وہ آپ ہی پورا کرنے کے سامان کرے گا پس خدا تعالیٰ نے خود وعدے دے رکھے ہیں کہ وہ آپ ہر قسم کے سامان بہم پہنچائے گا اور خود ہی دلوں کو کھینچ کر اس طرف لائے گا۔

پس اگرچہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے وصال کے ذریعہ سے جماعت آپ کے بابرکت اور مؤید من اللہ وجود سے محروم ہو گئی ہے خدا نے مسیح کے قول کے مطابق اور اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہوئے جلدی آپ کا قائم مقام کھڑا کر کے دلوں کو ایک مضبوط چٹان پر کھڑا کر دیا۔ یہ اور سلسلہ کی ترقی اور جماعت کے استحکام و پھیلاؤ کے لئے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح رض کی دعائیں و ہدایات و تعلیم و راہنمائی ہر وقت جماعت کے ساتھ ہیں۔ اور تائید الٰہی اور روح القدس کی برکت اور خدائی نصرت بھی اس کے ساتھ موجود ہیں اور ہمیشہ موجود رہیں گی اور جماعت ان سے محروم نہ ہوگی اور سلسلہ پڑھے زور سے بڑھے گا۔ اور تمام دنیا پر محیط ہو جائے گا۔ پس جماعت کے لئے جہاں غیر معمولی صدمہ و اندوہ ہے وہاں اس کے پاس بڑی بڑی بشارات پہلے سے موجود ہیں۔ جو اپنا کام برابر کر رہی ہیں اور نہ صرف اس قدر بلکہ خدا تعالیٰ نے آپ لوگوں کے دلوں میں الہام کر رہا ہے اور ان کو تسلی دے رہا ہے کہ تمام خدائی وعدے ضرور پورے ہو کر رہیں گے اور یہ ناممکن ہے کہ مخالفوں کی جھوٹی خوشیاں پامال نہ ہوں۔ الٰہی جماعتوں پر یہ دن بھی ضرور آتا ہے اور ان کو اپنے سربراہوں کی جدائی دیکھنی پڑتی ہے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ وہ سلسلہ اس موقع پر ناکام اور فیل ہو جائے گا بلکہ وہ اس امر کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اب اللہ تعالیٰ سلسلہ کے لئے نئے سامان پیدا کرنے والا ہے۔ اور اس پر نئے رنگ میں ایک نیا دور آنے والا ہے جو اپنے ساتھ مزید ترقیات و فتوحات لائے گا اس کا قدم دن بدن آگے بڑھے گا اور پیچھے نہ ہٹے گا۔ اور وہ جملہ مراحل طے کرتا ہوا اپنی منزل مقصود کی طرف قدم بڑھاتا چلا جائے گا۔ اور کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔ اور اسکے آگے مانع ہو سکے اور اگر کوئی روک پیدا ہو گئی۔ تو وہ خود اسے درمیان سے اٹھا دے گا اور اپنے سلسلہ کا آپ حامی و ناصر ہوگا۔ چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ پہلے سے دی گئی الٰہی بشارات کے عین مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنے اس سلسلہ و جماعت سے سلوک کیا ہے اور ایک کے بعد دوسرا دوسرے کے بعد تیسرا امام کھڑا کر دیا ہے۔ وہ یقیناً دوسری بشارتیں اور خبریں بھی ضرور پوری کرے گا۔ اور دنیا کے دلوں میں خود آپ ان کی مدد کے لئے الہام کرے گا۔ جیسا کہ وہ اب تک کرتا چلا آیا ہے اور اگر وہ ایسا نہ کرتا تو یہ ناممکن تھا کہ وہ مخالفتوں کے تند سیلابوں میں قائم رہ سکتا۔ جماعت احمدیہ کے افراد کی کثرت ایسی ہے جو خود خدائی تحریکات کی مورد بھی ہے۔ اور خدائی نصرتوں کا مشاہدہ کر چکی ہے اور اس وجہ سے وہ اس یقین کامل پر قائم ہے کہ خدا تعالیٰ آئندہ بھی اس سے یہ سلوک جاری رکھے گا اور ان کی مدد کے لئے آپ آسمان سے نازل ہوگا اس نے یہ وعدہ پہلے سے کیا ہوا ہے کہ وہ قادیان میں نازل ہوگا۔ اس کے نازل ہونے کے یہی معنی ہیں کہ اس

(باقی صفحہ پر)

اسلام و احمدیت کی تائید میں لٹریچر

تقسیم ملک کے بعد مندرجہ ذیل لٹریچر نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کے زیر اہتمام ۱۹۴۷ء سے لے کر ۱۹۶۵ء تک شائع ہوا ہے۔

جماعت احمدیہ کا تبلیغی نظام اور اس کے لئے مساعی کا پروگرام تو ساری دنیا میں وسیع ہے مگر تقسیم ملک کے بعد ہندوستان میں جماعت کی طرف سے جو تبلیغی و تربیتی جدوجہد ہو رہی ہے اس کا خاکہ مندرجہ ذیل نقشہ سے ظاہر ہے۔ اس وقت تک جماعتوں کی کل تعداد ۱۶۹ ہے جن میں کل مبلغین و مربیوں کی تعداد ۲۳ ہے۔ ان مبلغین و مربیان کے سپرد دعوۃ و تبلیغ و تعلیم و تربیت و خدمت خلق کا اہم کام ہے جسے وہ پوری تندہی سے سرانجام دے رہے ہیں اور بھارت واسیوں کو آپس میں محبت و سلوک اور پورے طور پر متحد ہو کر ملک و قوم کی خدمت کے لئے کوشاں رہنے کی تحریک چلا رہے ہیں:

نمبر	نام کتاب	زبان	تعداد
۱	اسلامی اصول کی فلاسفی	اردو	۲۰ ہزار
۲	〃 〃	انگریزی	۶ 〃
۳	〃 〃	ہندی	۵ 〃
۴	پیغام صلح	اردو	ایک ہزار پانچسو
۵	〃	انگریزی	۱۵ ہزار
۶	〃	ہندی	۱۰ 〃
۷	لائف آف محمدؐ	انگریزی	۸ 〃
۸	سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	ہندی	۳ 〃
۹	دی ہولی قرآن	انگریزی	۶ 〃
۱۰	خصوصیات قرآن	انگریزی	۱۰ 〃
۱۱	تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک	اردو	۱۰ 〃
۱۲	TOMB OF JESUS	انگریزی	۴ 〃
۱۳	WHAT IS AHMADIYYAT	انگریزی	۷ 〃
۱۴	سراج دین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب	اردو	۴ 〃
۱۵	قرآن مجید کا پہلا پارہ	ہندی	۶ 〃
۱۶	مسیح کہاں فوت ہوئے	انگریزی	۴ 〃
۱۷	[illegible]	انگریزی	۴ 〃
۱۸	احمدیت یعنی حقیقی اسلام	انگریزی	۱۰ 〃
۱۹	احمدیہ موومنٹ لنڈن لیکچر	انگریزی	۴ 〃
۲۰	دعوت الامیر	اردو	۱۰ 〃
۲۱	تبلیغ ہدایت	〃	۱۰ 〃
۲۲	ضرورت مذہب	〃	۹ ہزار ۵ سو
۲۳	سکھ مسلم اتحاد کا گلدستہ	〃	۶ ہزار
۲۴	چولہ [illegible]	گورمکھی	۱۰ 〃
۲۵	اسلام دی نیڈ آف آور	انگریزی	۹ 〃
۲۶	مولوی مودودی صاحب کے رسالہ ختم نبوت پر علمی تبصرہ	اردو	۴ 〃
۲۷	محمدؐ انسانیت کا ہمدرد	انگریزی	۵
۲۸	محمدؐ عورتوں کو آزاد کرانے والا	انگریزی	۵ 〃
۲۹	اسلام میں عالمی پیچیدگیوں کا حل	〃	۵ 〃
۳۰	مناظرہ یادگیر	اردو	۲ 〃
۳۱	ختم نبوت کی حقیقت	〃	۲ 〃
۳۲	کشتی نوحؑ	〃	۳ 〃
۳۳	محامد خاتم النبیین	〃	۱۵ 〃
۳۴	جماعت احمدیہ کا عملی نمونہ	〃	۷ 〃
۳۵	الاسراء والمعراج	اردو	ایک ہزار
۳۶	سیرت و سوانح حضرت مسیح موعود علیہ السلام	〃	۵ 〃
۳۷	مولانا مودودی کے بیان پر صدر انجمن احمدیہ کا تبصرہ	〃	۳ 〃
۳۸	اسلام کے شیریں پھل	〃	۲ 〃
۳۹	اسلام میں اقتصادی و سماجی مشکلات کا حل	انگریزی	۷ 〃
۴۰	مسئلہ تناسخ و آواگون عقل کے ترازو میں	اردو	۴ 〃
۴۱	〃 〃 〃	ہندی	۵ 〃
۴۲	البشریٰ	اردو	۷ 〃
۴۳	موجودہ عالمگیر مصائب کے اسباب اور ان سے نجات کا طریق	اردو	۵ 〃
۴۴	مذہبی رواداری کا سوال	〃	۵ 〃
۴۵	سیرت طیبہ مع در منثور	〃	ایک ہزار
۴۶	در منثور	〃	〃
۴۷	آئینہ جمال	〃	〃
۴۸	الحجۃ البالغہ	〃	〃
۴۹	خاتم النبیین کے بہترین معنے	〃	۱۵ ہزار
۵۰	زمانہ کی پکار	انگریزی	ایک ہزار
۵۱	OUR FAITH	〃	〃
۵۲	MY FAITH	〃	〃
۵۳	اسلام کا پر امید روشن مستقبل	اردو	۲ ہزار
۵۴	تاریخ قادیان	اردو	۵ 〃
۵۵	احمدیت کا پیغام	انگریزی	۴ 〃
۵۶	پیغام احمدیت	اردو	۱۷ 〃
۵۷	قادیان	〃	۵ 〃
۵۸	زندہ اسلام	〃	۲ 〃
۵۹	اشاعت اسلام	〃	ایک ہزار
۶۰	تبلیغی جدوجہد کے شاندار کارنامے	〃	〃
۶۱	خلافت ثانیہ کا قیام	〃	〃
۶۲	رفع عیسیٰ علیہ السلام	〃	۵ ہزار
۶۳	الفتاویٰ	〃	۵ 〃
۶۴	وفات مسیح اور علماء کے معرکۃ الآراء فتوے	اردو	۱۰ 〃
۶۵	عالمگیر امن عامہ	انگریزی	۳ 〃
۶۶	الرحمت	〃	۵ 〃
۶۷	مسئلہ حیات و ممات مسیح عدل و انصاف کے ترازو میں	اردو	۴ 〃
۶۸	کرشن اوتار کا پیغام ہندوستانی بھائیوں کے نام	اردو	۳ 〃
۶۹	〃 〃 〃	ہندی	۱۰ 〃
۷۰	احمدی مسلمان ہیں	اردو	۳ 〃
۷۱	قادیان اور جماعت احمدیہ	انگریزی	۵ 〃
۷۲	〃 〃	اردو	۵ 〃
۷۳	امن اور سلامتی کا راستہ	〃	۵ 〃
۷۴	اس زمانہ کے خلیفہ اور مجدد کو پہچانو	〃	۵ 〃
۷۵	سچائی کا پیغام	ہندی	۵ 〃
۷۶	یورپ کو دعوت اسلام	انگریزی	ایک ہزار
۷۷	یسوع دسمبر میں پیدا نہیں ہوئے	〃	〃
۷۸	پوپ کو ایڈریس	〃	۱۱ ہزار پانچ سو
۷۹	آزادی بھارت اور ہندو مسلم اتحاد	اردو	۵ ہزار
۸۰	اس زمانہ کے امام کو ماننا ایمانیات میں سے ہے	〃	۵ 〃
۸۱	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے	〃	۵ 〃

نام کتاب		تعداد
۸۲ - تحقیقاتی عدالت کے پانچ سوالوں کا جواب	اردو	ایک ہزار
۸۳ - مسئلہ قادیانیت کا جواب	″	″
۸۴ - مساوات انسانی - اتحاد مذاہب اور روحانی ومادی ترقی کا واحد ذریعہ	″	۱۰ ہزار
۸۵ - آنحضرت صلعم کے اخلاق فاضلہ	″	ایک ہزار
۸۶ - حکومت وقت اور جماعت احمدیہ	″	سولہ ہزار ۶ سو
۸۷ - حکومت وقت اور احمدی مسلمان	ہندی	۵۰ ہزار
۸۸ - اسلام اور اسٹیٹ اکیت	اردو	۸۰ ″
۸۹ - ″ ″	انگریزی	۱۲ ″
۹۰ - حقیقی اسلام از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب	اردو	۳ ″
۹۱ - آسمانی تحفہ	″	۷۰ ہزار
۹۲ - ″	ہندی	۲۵ ″
۹۳ - ″	گورمکھی	۲۳ ″
۹۴ - آسمانی پیغام کانگریس نمائندگان کے نام	اردو	۱۵ ″
۹۵ - ″	سندی	۱۵ ″
۹۶ - آسمانی پیغام کانگریس نمائندگان کے نام	انگریزی	۷ ″
۹۷ - سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام	″	۱۰ ″
۹۸ - احمدیہ موومنٹ ان انڈیا	″	۲۰ ″
۹۹ - تحریک احمدیت بھارت واسیوں کی نظر میں	اردو	۲۱ ″
۱۰۰ - قادیان ۱۹۴۷ء کے بعد	انگریزی	۵ ″
۱۰۱ - عقائد و تعلیمات	اردو	۶ ″
۱۰۲ - حقیقی اسلام از مولوی محمد سلیم صاحب	″	۱۵ ″
۱۰۳ - جماعت احمدیہ کے مختصر حالات	گورمکھی	۵ ہزار
۱۰۴ - وہی ہمارا کرشن	ہندی	۳۰ ″
۱۰۵ - اسلامی نماز	گورمکھی	۵ ″
۱۰۶ - میں اسلام کو کیوں مانتا ہوں	انگریزی	۲۳ ″
۱۰۷ ″ ″	ہندی	۱۵ ″
۱۰۸ - ″ ″	گورمکھی	۵ ″
۱۰۹ ″ ″	اڑیہ	ایک ہزار
۱۱۰ - ضرورت مذہب از مولوی محمد اسمٰعیل صاحب یادگیر	اردو	″
۱۱۱ ″ از ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب	″	″
۱۱۲ - پیدائش عالم	″	″
۱۱۳ - شان خاتم النبیین	″	″
۱۱۴ - وفات مسیح	″	″
۱۱۵ - کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان بزرگوں کے بارہ میں	″	″
۱۱۶ - نبی اور رسول اور محدث میں کیا فرق ہے	″	″
۱۱۷ - گالیوں کا جھوٹا الزام	″	″
۱۱۸ - حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام قادیانی نے کس قسم کی نبوت کا دعویٰ کیا	″	″
۱۱۹ - اہل بہار سے دس ضروری سوال	″	″
۱۲۰ - خدا سے ایمان	″	″
۱۲۱ - موعود اقوام عالم	″	″
۱۲۲ - اس زمانہ کا مجدد	″	″
۱۲۳ - خدا کی قسم	″	″
۱۲۴ - خاتم النبیین صلعم	″	″
۱۲۵ - خوش قسمت انسان	″	″
۱۲۶ - عقائد احمدیہ	″	″
۱۲۷ - مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ	″	″
۱۲۸ - ماہ محرم الحرام اور مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ	″	″

نام کتاب		تعداد
۱۲۹ - جماعت احمدیہ کی بین الاقوامی حیثیت	اردو	ایک ہزار
۱۳۰ - پیشوایان مذاہب کا احترام	″	″
۱۳۱ - ہم آنحضرت صلعم کو صدق دل سے خاتم النبیین یقین کرتے ہیں	اردو	″
۱۳۲ - مذہب کسے کہتے ہیں۔ اور کامل مذہب کی علامات	″	″
۱۳۳ - ظہور مہدی علیہ السلام اور علماء کے کفر کے فتوے	″	″
۱۳۴ - توبہ کرنے والے ایمان پائیں گے	″	″
۱۳۵ - زندہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم	″	″
۱۳۶ - محاسن اسلام	″	″
۱۳۷ - آخری زمانہ کی علامات کا ظہور	″	″
۱۳۸ - اسلام اور بانی اسلام سے متعلق غیر مسلم مہاپرشوں کی رائے	″	″
۱۳۹ - عیسائیوں سے چند سوال	″	″
۱۴۰ - ایک عجیب واقعہ	″	″
۱۴۱ - آنحضرت صلعم کے احسانات اور عملی رنگ میں آپ کا تعلق غیر مذاہب سے	″	″
۱۴۲ - ندائے ایمان	″	″
۱۴۳ - الہام اور وحی کی حقیقت	″	″
۱۴۴ - سری کرشن جی مہاراج کا اوتار	″	″
۱۴۵ - سچے خیر خواہوں سے ہمیشہ کیا سلوک ہوا	″	۲۰ ہزار
۱۴۶ - بہائی مذہب کے عقائد	″	ایک ہزار
۱۴۷ - ہمارا رسول غیروں میں مقبول	″	″
۱۴۸ - ۱۹۵۲ء کا سب سے بڑا انسان	″	″
۱۴۹ - ظہور مسیح و مہدی کا ذکر قرآن مجید و احادیث میں	″	″
۱۵۰ - خصوصیات اسلام	″	″
۱۵۱ - رسول خدا صلعم کا ایک لرزہ خیز خطبہ	″	″
۱۵۲ - واقعہ صبر ایوب	″	″
۱۵۳ - غیر مذاہب کے بارہ میں آنحضرت صلعم کی تعلیم	″	″
۱۵۴ - احمدیت کوئی نیا مذہب نہیں	″	″
۱۵۵ - غمخوار کا محسن محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم	″	″
۱۵۶ - پانچ سوالوں کے جواب	″	″
۱۵۷ - لیلۃ القدر مسلمانوں کے لئے عید کی یادگار ہے۔	″	″
۱۵۸ - روزہ سے تقوے کیسے حاصل ہو سکتا ہے	″	″
۱۵۹ - احمدی غیر احمدی کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتا	اردو	″
۱۶۰ - احمدی رشتہ ناطہ غیر احمدی احباب سے کیوں نہیں کرتے	″	″
۱۶۱ - جو خاتم النبیین کا منکر ہے وہ اسلام سے خارج ہے	″	″
۱۶۲ - کیا ہم مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں	″	″
۱۶۳ - ہمارا مذہب	″	″
۱۶۴ - حضرت محمد صلعم کی زندگی کا مکمل چارٹ	″	″
۱۶۵ - حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کا مکمل چارٹ	″	″
۱۶۶ - تبلیغ اسلام دنیا کے کناروں تک۔ چارٹ	″	۲۰ ہزار
۱۶۷ - مسئلہ ختم نبوت از افادات حضرت نور الدین شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ	″	ایک ہزار

نام کتاب		تعداد
۱۶۸ - فتویٰ تکفیر کے متعلق علماء سلف کی احتیاط	اردو	ایک ہزار
۱۶۹ - آنحضرت صلعم کا خاتم النبیین ہونا معجزہ ہے	″	″
۱۷۰ - مسلمانوں کا اپنے محسنوں سے برا سلوک	″	″
۱۷۱ - کاذب مدعی نبوت کے متعلق قانون الٰہی	″	″
۱۷۲ - اسلام ہی مساوات و اتحاد کا سبق دیتا ہے	″	″
۱۷۳ - مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں پڑھیئے	″	″
۱۷۴ - کیا مہدی اور مسیح دو شخص ہیں ؟	″	″
۱۷۵ - سچے مذہب کی شناخت	″	″
۱۷۶ - اس صدی کا مجدد کون ہے	″	″
۱۷۷ - احمدیت کیا ہے - اخلاقی مسائل پر منصفانہ تبصرہ	″	″
۱۷۸ - حضرت عیسیٰؑ دیگر انبیاء کی طرح وفات پاگئے	″	″
۱۷۹ بھولی دنیا سمجھے	″	″
۱۸۰ - حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیگر انبیاء کی طرح وفات پا گئے ہیں -	″	″
۱۸۱ - قومی یکجہتی اور ملکی اتحاد	″	″
۱۸۲ - ہمارے عقائد	انگریزی	۲۰ ہزار
۱۸۳ - اسلام نے عالمی اخوت کے لئے کیا کیا ہے	″	۲۰ ہزار
۱۸۴ - بائیبل کی رو سے مسیح نے صلیب پر وفات نہیں پائی -	″	۲۰ ″
۱۸۵ - آپ کس طرح اپنی قیمتی متاع حاصل کر سکتے ہیں	″	۲۰ ″
۱۸۶ - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں جدید انکشافات	″	۲۵ ہزار
۱۸۷ - سیرت آنحضرت صلعم از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب	″	ایک ہزار
۱۸۸ - لغاوں کی پیشکش	″	″
۱۸۹ - اسلامی نماز	ہندی	۵ ہزار
۱۹۰ - وفات مسیح	انگریزی	۵ ″
۱۹۱ - حالات عالمی مسیحی کانفرنس بمبئی	اردو	ایک ہزار
۱۹۲ - پر کتنے بٹالہ دا گورو	گورمکھی	۱۰ ہزار
۱۹۳ - خلافت حقہ اسلامیہ	اردو	ایک ہزار
۱۹۴ - نظام آسمانی مخالفت اور اس کا پس منظر	″	″
۱۹۵ - مہی ہمارا کرشن بزبان بنگالی		۵ ہزار
۱۹۶ - زمانے کا اوتار بزبان بنگالی		۵ ″
۱۹۷ - آئیڈ موومنٹ بزبان انگریزی		۴ ″
۱۹۸ - خاتم النبیین	″	۸ ″
۱۹۹ - مناظرہ بھدرک		ایک ہزار
۲۰۰ - عیسائی دوستوں کے نام میرا الوداعی پیغام اردو -		ایک ہزار

جماعت احمدیہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی غیر معمولی تائیدات

(بقیہ صفحہ ۱۸)

کی تائید امت ہمیشہ تا دین کے ساتھ وابستہ رہیں گی اور ہمیشہ اس کی برکات کا نزول یہاں ہوتا رہے گا اور قادیان مہبط انوار الٰہی رہے گا کیونکہ وہ خدا کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ پس جس جماعت کا اس کے ساتھ قلبی تعلق ہوگا۔ وہ یقیناً خدا تعالیٰ کی نصرتوں کو اترتے دیکھتی رہے گی۔ اور خدا خود آپ اس کا حامی اور حافظ و ناصر ہوگا اور اس جماعت کے ذریعہ سے دنیا میں روشنی پھیلے گی۔ خدا نے پہلے سے بتا رکھا ہے کہ یہی اس کی مشیت اور یہی اس کی تقدیر ہے۔ جو بہر حال پوری ہو کر رہے گی۔ اور ساری دنیا اس سلسلہ کے ذریعہ سے ہدایت پائے گی اور خدا کی برکات و مرضیات کی وارث ہوگی۔ پس جہاں جماعت کے لئے ایک غم ہے وہاں اسی کے لئے خدا نے شادی کا سامان بھی پیدا کر دیا ہے جو اپنے ساتھ بہت سی شادیاں اور خوشیاں لائے گا۔ اور دنیا دیکھے گی کہ خدا کی باتیں کیسے پوری ہوئیں اور اس کی تائید و نصرت کیسے غیر معمولی طور پر اس کے لئے ہر مرحلہ پر ظاہر ہوئی۔ اور کس طرح اس نے اسے ساری دنیا پر غالب کر دیا۔ مگر یہ ترقی اور غلبہ ایک وقت چاہتا ہے۔ کل امر مرھون باوقاتہ ہر کام کے سرانجام پانے کے لئے ایک وقت مقرر ہے خدا نے اس سلسلہ کے عروج کے لئے تین سو سال کی میعاد رکھی ہے اور اس نے اپنے مسیح موعودؑ کو یہ وعدہ بھی دیا ہوا کہ وہ آپ کے بعد اس کام کی سرانجام دہی کے لئے ہر قسم کی روک اٹھا دے گا اور چاروں طرف سے مدد آئے گی اور ہر طرف سے برکات ظاہر ہونگی اور وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ یہ سلسلہ ناکام و نامراد رہے وہ خود ناکام و نامراد رہیں گے۔ چنانچہ اس نے اپنے الہام کے ذریعہ یہ بتا دیا تھا کہ

"خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلاؤں گا پر تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے ہیں اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے۔ لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا۔ اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ ....

.... اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا۔ یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

پس یہ برکات اور ترقیات تو سلسلہ کے لئے مقدر ہو چکی ہیں جو کبھی ٹل نہیں سکتیں۔ ضرورت ہے کہ جماعت اپنی ہمت و استطاعت سے بڑھ کر قربانیوں کے لئے کھڑی ہو جائے۔ اور اپنے عہدوں کو بڑھ چڑھ کر پورا کر کے دکھا دے کہ ہر کام اپنے لئے قربانی کا تقاضا کرتا ہے۔ اور یہی قوم ان وعدوں و بشارتوں سے حصہ لے سکتی ہے جو اپنی عملی قربانیوں کے ذریعہ سے اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کر دیتی ہے۔ ہمارے سامنے بہت بڑا کام ہے۔ اور یہ کام دن بدن بڑھتا چلا جاتا ہے۔ اسلئے اس کے لئے پہلے سے زیادہ قربانیوں کی ضرورت ہے۔ جو قوم قربانیوں سے تھک کر ہمت ہار بیٹھتی ہے۔ وہ کبھی بھی ان انعامات کی وارث نہیں ہو سکتی جن کا وعدہ دیا جاتا ہے وہ صرف اس صورت میں ان سے حصہ پا سکتی ہے جبکہ عملی میدان میں وہ سب کو پیچھے چھوڑ کر آگے نکل جاتی اور ان قربانیوں کو بڑھاتی چلی جاتی اور ان پر دوام اختیار کر لیتی ہے اب جماعت پر ایک نیا دور آیا ہے وہ بھی اپنے مناسب حال ان قربانیوں کا پہلے سے بڑھ کر مطالبہ کرتا ہے۔ اگر جماعت اس مطالبہ کو کما حقہٗ پورا کرے گی تو وہ یقیناً اب بھی پہلے کی طرح خدائی تائیدات کو اترتے دیکھے گی۔

درخواست دعا مکرم کے پی استھا صاحب صدر جماعت احمدیہ کالیکٹ کی اہلیہ صاحبہ ایک لمبے عرصے سے بیمار چلی آرہی ہیں وہ ان کی صحت کے لئے عاجزانہ درخواست دعا کرتے ہیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

درخواست دعا میرے ایک قریبی رشتہ دار مکرم عبدالرحمٰن پاپا صاحب خود بھی بیمار رہتے ہیں اور ان کی اہلیہ عرصہ دراز سے مختلف عوارض میں مبتلا ہے باوجود ہر چند علاج و معالجہ کے بیماریوں میں افاقہ نہیں ہوتا۔ مکرم پاپا صاحب تو احمدی ہیں لیکن ان کی اہلیہ جماعت کے عقائد کو غور سے سنتی ہیں اور جماعت کی تبلیغی مساعی کو سراہتی ہیں۔ دونوں کی شفایابی کے لئے احباب دعا فرمائیں۔

خاکسار ابو سعید خواجہ معلم

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ

(بقیہ صفحہ ۸)

جو کسی اور ڈاکٹر سے معائنہ کروایا۔ تو اس نے پہلے معائنہ کی تردید کی اور کہا کہ آپ کو وہ مہلک بیماری نہیں لیکن اب وہ استعفاء دے چکے تھے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے خاص گورنر کے متوقع شر سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کو محفوظ رکھا۔

درویشوں سے محبت حضور درویشوں سے بمنزلہ اولاد محبت رکھتے تھے۔ حضور نے ایک درویش کو تحریر فرمایا تھا کہ اگر مجھ پر خلافت کا بار نہ ہوتا تو میں درویشوں میں شامل ہو کر قادیان میں رہنا باعث مسرت سمجھتا یا غالباً فخر کا لفظ استعمال فرمایا تھا۔ حضور نے ایک دو بار اپنی طرف سے جلسہ سالانہ پر چلغوزے وغیرہ بطور ہدیہ بھجوائے تھے۔ حضور نے اولین مکتوب (مورخہ ۱۲/۱۰/۴۷ھ) میں دعاؤں کی تلقین کرتے ہوئے رقم فرمایا تھا:

"باقی دعائیں بہت کرتے رہیں۔ قادیان سے بھی زیادہ اس طرف کو خطرہ ہے ..... یاد رکھیں کہ دعاؤں اور برکتوں کی جگہ قادیان ہے۔ وہاں کے رہنے والے قادیان کی حفاظت کے علاوہ جماعت کی حفاظت کا کام بھی کریں گے۔ کیونکہ بیرونی جماعتوں کی حفاظت بھی قادیان کے لوگوں کی دعائیں ہی کچھ کام دے سکتی ہیں"۔

(مکتوبات اصحاب احمد جلد اول صـ۱۳۳)

وصال بتقدیر الٰہی "فخر رسل" حضرت مصلح موعود "مظہر الاول والآخر" آخر اپنے "نفسی نقطۂ آسمان کی طرف" اٹھائے گئے۔ جب آپ بیسیوں ممالک میں "اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف" کر چکے اور لاکھوں مومنین ایمان افروز نظارہ دیکھ پائے تھے۔ اور آپ ان "اسیروں کی رستگاری کا موجب" بن کر "زمین کے کناروں تک شہرت" پا چکے تھے۔ بوقت وصال آ ... کو یہ حاصل ہو چکی تھی کہ آپ کے ذریعہ "دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو چکا" اور ... حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آ گیا تھا اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ رکھا ہوا تھا سو ہوا یوں کہ آپ کے وصال اور اسی روز خلافت ثالثہ کے انتخاب سے "دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ" کا قریباً باون سالہ قبل کا وعدہ الٰہی پورا ہو کر موجب ازدیاد ایمان و ایقان ہوا۔

قدرت ثانیہ کا تیسرا ظہور

(بقیہ صفحہ ۱۲)

ایک معزز موعود فرزند کا خلیفہ ثالث ہونا پوری جماعت کے لئے مسرت، سکون اور اطمینان کی ایک خوشکن علامت ہے۔ دعا ہے کہ وہ "یوم موعود" جس کے ظہور کا ہم سبھوں کو بہت بے چینی سے انتظار ہے۔ آپ کے دور خلافت میں ظہور پذیر ہو۔ اور یہ وعدۂ الٰہی کہ

ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد۔

اللہ تعالیٰ آپ ہی کے دورِ خلافت میں اس وعدے کی ایفا فرمائے۔ آمین۔

دعا میں اپنی طرف سے اور اپنے اہل و عیال کی طرف سے اپنے اس مطاع و مقتدا امام کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔ اور خواجہ حافظ شیرازی کے الفاظ میں درخواست دعا ہوں۔ کہ:

سال و فال و ماہ و حال
واصل و فصل و تخت و بخت
بادت اندر گیتی برقرار
و بردوام سال خرم۔ فال نیک۔ ماہ فرخ۔ حال خوش۔ اصل ثابت۔ نسل باقی۔ تخت عالی بخت رام۔

درخواست دعا اس مبارک وجود کے احسانات عظیمہ سے جماعت احمدیہ تا قیامت عہدہ برآ نہیں ہو سکتی۔ "فخر رسل" وجود ہزاروں سال بعد خالص تقدیر الٰہی کے تحت نازل ہوا۔ اور نسل انسانی کے لئے جو کچھ غیر معمولی کام آپ نے کیا۔ سے رہتی دنیا تک بھلایا نہیں جا سکتا۔ ہمارے محبوب آقا کے لئے جذبۂ تشکر و امتنان سے پُر ہیں۔ امید ہے کہ احباب ہمیشہ آپ کے رفع درجات کے لئے دعائیں کرتے رہیں گے! اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ وارفع درجاتہ فی فردوس الجنۃ۔ آمین اللّٰھم آمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

شری ڈاکٹر اگر سین صاحب چیف میڈیکل آفیسر گورداسپور کی

قادیان میں آمد اور احمدیہ شفاخانہ کا معائنہ

قادیان ۲۵ نومبر۔ شری ڈاکٹر اگر سین صاحب چیف میڈیکل آفیسر گورداسپور جہاں دورہ پر آئے اور محلہ احمدیہ میں بھی تشریف لائے۔ مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلیٰ، مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے اور مکرم چوہدری غلام ربانی صاحب انچارج احمدیہ شفاخانہ نے ان کا استقبال کیا۔ آپ نے بعض مقامات مقدسہ بھی دیکھے اور جماعت احمدیہ کے قیام کا مقصد سنا اور اس بارہ میں بعض سوالات دریافت کئے۔ آپ کی خدمت میں بتایا گیا کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے وفات سے ایک روز قبل ہندو مسلم اتحاد سے متعلق کتاب "پیغام صلح" تصنیف کی اور اس میں مندرجہ اصول ذکر کئے۔ اور جماعت احمدیہ جو دیگر مسلمانوں سے امتیازی صفات پائی جاتی ہیں اور حضور کی پیشگوئیاں جو نہایت وضاحت سے اور حیرت انگیز طور پر پوری ہوئیں پیش کی گئیں۔ آپ بہت محظوظ ہوئے۔ خصوصاً اس امر سے اسلامی تعلیم یہ ہے کہ اسلام سے قبل کے تمام رسول اور اوتار قابل تعظیم ہیں۔ اور ان پر ایمان لانا اسلام کے نزدیک فرض ہے اور مذہب کے بارے میں چودہ سو سال قبل اسلام نے یہ تعلیم دی تھی کہ لا اکراہ فی الدین کہ اس بارہ میں کوئی جبر نہیں ہونا چاہیئے۔ آپ نے پھر بھی کسی وقت تشریف لانے کا وعدہ کیا۔ اور لٹریچر بھی قبول فرمایا۔

آپ نے بعد معائنہ احمدیہ شفاخانہ مندرجہ ذیل ریمارکس تحریر فرمائے:۔

"احمدیہ شفاخانہ کا معائنہ کیا اور احمدیہ شفاخانہ کے ہمراہ چکر لگایا۔ شفاخانہ بہت معقول ہے۔ اور تکلیف زدہ افراد کی مفید خدمت سرانجام دے رہا ہے"۔ (ترجمہ)

ناظر امور عامہ قادیان

اعلان نکاح

عزیزہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر محمد حسین صاحب کا نکاح مکرم سید حامد حسین صاحب ولد مکرم سید حامد حسین صاحب گلبرگی حال مقیم بنگلور کے ساتھ مبلغ چار ہزار روپے مہر پر قرار پایا۔ مورخہ ۷ جولائی ۶۵ء بروز جمعہ محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ میں اعلان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب برکت بنائے اور مثمر ثمرات حسنہ فرمائے۔ آمین۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے اس خوشی میں مبلغ دس روپے برائے نشر و اشاعت ارسال فرمائے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار مبارک علی ایڈیشنل ناظر امور عامہ قادیان

ولادت مورخہ ۹ نومبر ۱۹۶۵ء کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے چار لڑکیوں کے بعد دو لڑکا عطا فرمایا ہے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے نومولود کا نام انوار احمد تجویز فرمایا ہے نومولود کی صحت و سلامتی درازی عمر اور خادم دین بننے کیلئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار غلام قادر درویش قادیان